زوجین کے لیے

شب زفاف کی

۳۰ نبوی وصیتیں

تصنیف

ابو مریم مجدی فتحی السید

(1) پہلی وصیت: مدعوین زوجین کے لیے دعا کریں

شادی میں شرکت کرنے والے لوگوں کو شب زفاف اور اس کے علاوہ میں میاں بیوی کے لیے دعا کرنا مستحب ہے جیساکہ حدیث شریف میں وارد ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور صل اللہ علیہ وسلم کسی کو شادی کی مبارکباد اور دعا سے نوازتے تو فرماتے:

" بَارَكَ اللَّهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ "([1])

اللہ تعالیٰ تم کو برکت دے اور اس برکت کو قائم ودائم رکھے اور تم دونوں کو خیر پر جمع کر۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ جب شادی کی مبارک باد اور دعائیں دیتے تو کہتے تھے: " بالرفاء والبنين " تمہارے درمیان الفت ومحبت پیدا ہو اور تمکو بیٹوں کی نعمت سے نوازا جائے، لیکن جب اسلام آیا تو اس نے میاں بیوی کے لیے دعائے برکت کا حکم دیا جیساکہ اوپر گزر چکا، اور زمانہ جاہلیت کی دعا کو چھوڑ کر اس دعا پر عمل کرنے کا حکم دیا؛ کیونکہ اس میں بیٹوں کی محبت اور بیٹیوں سے نفرت کی طرف اشارہ تھا، جیساکہ یہ ان کی عادت تھا۔

اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے قول کو: " بَارَكَ اللَّهُ لَكَ " سے شروع کیا، یعنی اللہ تمہاری شادی میں برکت فرمائے، پھر آپ نے دونوں میاں بیوی کے لیے دعا کرتے ہوئے فرمایا: " وَبَارَكَ عَلَيْكَ " یعنی اللہ تمہاری اولاد میں برکت فرمائے، کیونکہ شادی کا اصل مقصد یہی ہے اور اس کے علاوہ دیگر چیزیں، ایک ساتھ میاں بیوی کا رہنا ایک دوسرے سے لطف اندوز ہونا، یہ سب طلب حصول اولاد ہی کے ماتحت ہیں۔

([1]) یہ حدیث صحیح ہے، امام احمد بن حنبل (38/2)، ابوداود نے (2130)، ترمذی (1097)، ابن ماجہ (708)، ابن حبان (1284) وحاکم (183/2)، امام ذہبی نے اس کی تصحیح کی ہے اور اسے باقی رکھا ہے۔

(2) دوسری وصیت : شب زفاف شوہر کے لیے دعا کریں

شوہر کے لیے دعا کرنا حدیث پاک سے ثابت ہے، اور اس کو مستحب کہا گیا ہے، اور شوہر کے لیے دعائے برکت کرنا چاہیے نہ کہ وہ دعا (بالرفاء والبنین) جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھی اس لیے کہ شریعت اسلامیہ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کے اوپر زردی (زعفران) کا اثر دیکھا تو ارشاد فرمایا: "یہ کیا ہے"؟ عرض کی یا رسول اللہ! میں نے ایک عورت سے گٹھلی بھر سونے کے عوض شادی کی ہے، تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

" بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ "[2]

اللہ تم پر برکت کا نزول فرمائے۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے شادی کی اور ان پر زعفران کا اثر دیکھا گیا، جبکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے مردوں کو زعفران اور خلوق خوشبو کے استعمال سے منع فرمایا ہے، اس لیے کہ یہ عورتوں کا شعار ہے اور مردوں کو عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (چنانچہ زعفران ان صحابی نے نہیں لگائی تھی بلکہ ان کی بیوی نے لگائی لیکن جب انہوں نے بیوی سے مباشرت کی تو ان پر بھی کچھ زعفران کا اثر لگ گیا تھا۔)

کاش ہم حضور ﷺ اس وصیت پر کہ شب زفاف زوجین کے لیے دعائے برکت کی جائے مضبوطی سے عمل پیرا ہو جائیں! اسی کی میں تمنا اور آرزو کرتا ہوں۔

---

[2] یہ حدیث صحیح ہے، امام بخاری (7،85) امام مسلم (1426)، امام ترمذی (1100)، نسائی (128/6)، ابن ماجہ (1907)، عبد الرزاق (10457)، دارمی (143/2) و بیہقی "سنن کبری" (148/80/7)۔

(3) تیسری وصیت : شادی کے دن جائز لہو ولعب کرنا

حضور ﷺ نے شب زفاف میں زوجین کے لیے جو وصیتیں کی ہیں انہی میں سے جائز لہو ولعب کرنا بھی ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے آپ ایک بیوی کو شب زفاف میں ایک انصاری مرد کے پاس لے کر گئیں، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا : "اے عائشہ، اس دن تمہارے ساتھ کوئی لہو (دف بجانے والا) کیوں نہیں تھا؟ کیونکہ انصار اس کو بہت پسند کرتے ہیں !"۔ [3]

اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ سے فرمایا" تمہارے پاس جو یتیمہ لڑکی تھی تم نے اس کا کیا کیا؟" تو حضرت عائشہ نے عرض کی یارسول اللہ ہم نے اسے اس کے شوہر کو ہبہ کر دیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : "کیا تم نے اس کے ساتھ کسی لڑکی کو بھیجا جو دف بجا کر کچھ گاتی ؟" حضرت عائشہ نے عرض کی وہ کیا گاتی ؟آپ نے ارشاد فرمایا وہ کہتی : "

ہم تمہارے پاس آئے، ہم تمہارے پاس آئے

تم ہمارا خیر مقدم کرو ہم تمہارا خیر مقدم کریں

اگر سرخ رنگ کا سونا نہ ہوتا تو گاؤں کے لوگ تمہارے پاس نہ آتے

اگر بھورے رنگ کی گندم نہ ہوتی تو تمہاری بیٹیاں صحت مند نہ ہوتیں۔ [4]

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

"جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم، فَدَخَلَ عَلِيَّ صَبِيحَةَ بنيَ بِي، فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي، فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٍ يَضْرِبْنَ بِدفٍّ لَهُنَّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ إِلَى أَنْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ، فَقَالَ:«دَعِي هَذَا وَقُولِي الَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ»". [5]

" میری شب زفاف کی صبح حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے بستر پر اس جگہ تشریف فرما ہوئے جہاں تم بیٹھے ہو، تو کچھ بچیاں دف بجا کر جنگ بدر میں شہید ہونے والے ہمارے اہل خانہ کے لیے مرثیہ پڑھنے لگیں یہاں تک کہ ایک بچی نے

---

[3] حدیث صحیح، بخاری (5162)، حاکم (184/2)، و بیہقی "سنن کبری" (288/7)۔

[4] 2 یہ حدیث حسن لغیرہ ہے، اسے امام طبرانی نے اپنی کتاب "الأوسط" روایت کیا ہے جیسا کہ "المجمع" (280/2) ہے، اس میں اس کی سند ضعیف ہے، لیکن حضرت انس بن مالک، جابر، وابن عباس، اور عائشہ - رضی اللہ عنہم - سے اس پر شواہد موجود ہیں۔

[5] یہ حدیث صحیح ہے، بخاری (4001)، (5147)، ابوداود (4922)، ابن ماجہ (1897)، بغوی "شرح السنۃ" (2265)، بیہقی (289/7)، ابن سعد "طبقات" (477/8)، اور امام احمد نے لفظ "أما هذا فلا تقولوه" کے ساتھ (360/2) اور امام ترمذی نے لفظ "اسكتي عن هذا وقولي الذي كنت تقولين" کے ساتھ (1096) اس کی تخریج کی ہے۔

کہا: "اور ہمارے درمیان ایسے نبی جلوہ گر ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ کل کیا ہوگا"، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اس کو چھوڑو اور وہی پڑھو جو تو پڑھ رہی تھیں"۔

ابن سعد نے "طبقات الکبری" (447 \8) میں بیان کیا ہے کہ "ربیع بنت معوذ" کی شادی اس وقت "ایاس بن البکیر" سے ہوئی اور ان سے ایک بیٹا ہوا جس کا نام "محمد بن ایاس" تھا۔

حدیث شریف میں آیا ہے "كَمَجْلِسِكَ مِنِّي" یعنی سرکار ﷺ اس جگہ تشریف فرما ہوئے جہاں اب تم بیٹھے ہو، اور یہ بیٹھنا یا تو پردے کے ساتھ تھا یا یہ واقعہ آیت حجاب کے نزول سے پہلے کا ہے، یا اس پر محمول کیا جائے گا کہ حاجت کے وقت یا فتنہ سے امن کے وقت اجنبیہ کو دیکھنا جائز ہے۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں: "یہی آخری شق معتبر و معتمد ہے، اور دلائل قویہ سے یہ بات ثابت ہے کہ اجنبیہ عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرنا اور اس کی طرف دیکھنا حضور ﷺ کی خصوصیات سے ہے، اور یہی صحیح جواب ہے ام حرام بنت ملحان کے قصے کا کہ آپ ﷺ کا ان کے پاس جانا، آرام کرنا اور ان کا آپ کے سر میں جوں تلاشنا، جبکہ وہ نہ تو آپ کے لیے محرمہ تھیں اور نہ آپ کی بیوی۔

اور الکرمانی نے یہ کہا ہے کہ ہوسکتا ہے لفظ "كَمَجْلِسَكَ" لام کے فتح کے ساتھ ہو، یعنی سرکار تمہارے بیٹھنے کی طرح بیٹھے، تو اس وقت کوئی اشکال باقی نہیں رہے گا۔[6]

اور "وَيَنْدُبْنَ"، "ندبة" بضم نون سے مشتق ہے، یعنی میت کی تعریف کرتے ہوئے اس کے اچھے اوصاف کرم و شجاعت کو بیان کرنا، اور یہ چیز میت کی یاد کو تازہ کرتی ہے۔

اور اس وصیت سے مندرجہ ذیل احکام معلوم ہوتے ہیں:

(1) نکاح کا اعلان کرنا، اور اس میں دف بجانا مستحب ہے۔

(2) شادی کی صبح دف سننا جائز ہے۔

(3) مخلوق میں سے کسی کے لیے علم غیب کی نسبت کی حرام ہے۔

(4) امام و حاکم کو شادی میں شرکت کرنا چاہیے اگرچہ اس میں ایسا لہو و لعب ہو جو حد شرع سے باہر نہ ہو۔

(5) کسی انسان کی اس کے سامنے تعریف کرنا جائز ہے جبکہ یہ ایسے اوصاف پر مشتمل نہ ہو جن کا وہ حامل نہیں ہے۔

---

[6] فتح الباری (203/9)

(4) چوتھی وصیت : نکاح کا اعلان کرنا اور دف بجانا

شادی کے دن زوجین لیے حضور ﷺ کی وصیتوں میں سے ایک وصیت " نکاح کا اعلان کرنا اور اس میں دف بجانا بھی ہے"۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "نکاح کا اعلان کرو"۔ [7]

یعنی بطور خوشی اور دعوت نکاح اور اس کے غیر میں فرق کرنے کے لیے اس کو خوب ظاہر کرو، لہٰذا اس حدیث میں پوشیدہ طریقے سے شادی کرنے کو منع کیا گیا ہے، اور اعلان سے مراد اس کو لوگوں کے درمیان شائع و ذائع کرنا ہے، اور یہ اعلان کبھی دف بجا کر کیا جاتا ہے، کیونکہ اس سے اس بات کا علم ہو جاتا ہے کہ جس گھر میں دف بجایا جا رہا ہے اس میں شادی کا جشن منایا جا رہا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو بلج یحیٰ بن سلیم فرماتے ہیں: "میں نے محمد بن حاطب سے کہا: "میں نے دو شادیاں کی لیکن دونوں میں سے کسی میں بھی دف نہ بجایا گیا، تو محمد بن حاطب نے فرمایا: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"فَصْلُ ما بيْن الحَلالِ والحَرامِ: الدُّفُّ والصَّوتُ في النِّكاحِ".

"حلال اور حرام شادی کے درمیان فرق و امتیاز پیدا کرنے والی چیز آواز اور دف بجانا ہے"۔ [8]

مطلب یہ ہے کہ حلال شادی اور حرام شادی کے درمیان جس چیز سے فرق ہوتا ہے وہ اعلان نکاح اور اس کی تشہیر ہے، اور "آواز" سے مراد ذکر و تشہیر ہے اور "الدف" سے مراد دف بجانا ہے، کیونکہ اسی کے ذریعے اعلان ہوتا ہے۔

علامہ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "آواز" کا معنی اعلان نکاح اور لوگوں کے درمیان اس کا ذکر کرنا ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے "فلان ذہب صوتہ فی الناس" یعنی فلاں انسان کا لوگوں کے درمیان مشہور و معروف ہے، اور بعض لوگ اس طرف گئے ہیں کہ حدیث میں جو لفظ "الصوت" وارد ہوا ہے اس سے مراد مروجہ سماع ہے، لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔

مبارکپوری کہتے ہیں: میرے نزدیک ظاہر یہ ہے- واللہ أعلم -کہ یہاں "الصوت" سے مراد جائز گانا ہے؛ کیونکہ شادی کے موقع پر دف بجا کر اچھے اشعار کا پڑھنا جائز ہے، اسی پر "ربیع بنت معوذ" کی حدیث بھی دلالت کر رہی ہے جو تیسرے باب میں آئے گی۔ [9]

لیکن یہاں پر کچھ سوالات باقی رہ جاتے ہیں: کہ دف کون بجائے گا؟ مرد یا عورت؟ اور کب بجایا جائے گا؟ اور کیا دف بجانے کی کوئی خاص کیفیت ہے؟

---

[7] یہ حدیث صحیح ہے، امام احمد (4/5)، البزار اور طبرانی نے "الکبیر" میں اس کی تخریج کی ہے جیسا کہ "المجمع" (289/4) میں ہے، اور ہیثمی نے کہا ہے: امام احمد کے رواۃ ثقات ہیں، ابن حبان (147/6) اور حاکم (97/2) نے بھی اس کی تخریج کی ہے، اور امام ذہبی نے اس کی تصحیح کی ہے اور اسے باقی رکھا ہے۔

[8] یہ حدیث صحیح ہے، امام احمد (418/3)(259/4)، امام ترمذی (1088)، نسائی (127/6)، ابن ماجہ (1896)، سعید بن منصور نے اپنی "سنن" (629) میں، اور حاکم نے (184/2) اس کی تخریج کی ہے، امام ذہبی نے اس کو تصحیح کی ہے اور اسے باقی رکھا ہے، اور طبرانی نے "الکبیر" (242/19) میں اور بیہقی نے اپنی "سنن کبری" (298/7) میں بھی اس کی تخریج کی ہے۔

[9] مبارکپوری کی "تحفۃ الأحوذی" (203/4)۔

سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس باب میں جو احادیث گزریں وہ اس بات کا تقاضہ کرتی ہیں کہ دف صرف شادی واعیاد کے موقع پر ہی بجایا جائے، اس کے لیے بھی شرط یہ ہے کہ وہ دف چھلنی کی طرح ہو، لیکن اگر اس میں گھنٹیاں اور جھنجھنے ہوں تو پھر اس کے بجانے میں شریعت کی مخالفت ہے کیونکہ اس طرح کے دف مخنث، عیاش، فساق و فجار استعمال کرتے ہیں۔[10] اسی طرح باجے اور تار (گٹار) بجانا بھی حرام ہے، اور ابن عقیل حنبلی فرماتے ہیں: شادی کے موقع پر دف بجانا جائز۔[11] اور اہل علم کے کلام کی طرف نظر کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ دف بجانا صرف عورتوں کے لیے جائز ہے، مردوں کے لیے بجانا کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے۔

ابن تیمیہ نے کہا ہے: حضور ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدین کے زمانے میں اس کام کے لیے عورتوں ہی کو متعین کیا جاتا تھا اور وہی دف بجاتی تھیں، اور مرد یہ کام نہیں کرتے تھے، بلکہ اسلاف تو گانے بجانے والے شخص کو عورتوں سے مشابہت کی وجہ سے مخنث کہتے تھے۔[12]

اور یہ بھی کہا ہے: گانا، دف بجانا اور تالیاں پیٹنا یہ عورتوں کا عمل ہے، اور سلف ایسے کام کرنے والے شخص کو مخنث کہتے تھے، اور یہ ان کے کلام میں مشہور اور رائج ہے۔[13]

اور علامہ حلیمی فرماتے ہیں: دف بجانا صرف عورتوں کے لیے جائز ہے اس لیے کہ یہ در حقیقت انہی کا کام ہے،[14] اس طرح سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ دف بجانے کی وصیت میں عورتیں ہی مراد ہیں، اور عقد نکاح کے اظہار واعلان اور زوجین کی خوشی اور مسرت کے لئے وہ دف اپنے گھروں میں بجائیں گی۔

شادی میں لہو ولعب کے متعلق کچھ تنبیہات:

اس بات سے آگاہ کرنا بھی ضروری ہے کہ شادی کے دن لہو ولعب کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ کی وصیت کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے کہ حرام وناجائز امور میں ملوث ہوں۔

---

[10] ابو العباس قرطبیؒ کی "کشف القناع" (ص،82)۔

[11] سفرانی کی "غذاء الألباب" (151/1)۔

[12] 6-ابن تیمیہ کی "الاستقامۃ" (277/1)

[13] فتاویٰ ابن تیمیہ (666/565/11)

[14] بیہقی کی "شعب الإیمان" (283/4)

انہیں محرمات میں سے ڈھول، باجے بجانا، عورتوں کے حسن و جمال اور عشق و محبت کی داستانیں وقصے پڑھنا بھی ہے، جو اللہ کے نزدیک انتہائی مبغوض ہے، اور آنے والی حدیث بھی اس کی نہی اور حرمت پر دلالت کر رہی ہے، حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" لَيَكونَنَّ مِن أُمَّتي أقْوامٌ، يَسْتَحِلُّونَ الحِرَ والحَرِيرَ، والخَمْرَ والمَعازِفَ".[15]

"آنے والے وقت میں میری امت کے کچھ ایسے لوگ ہونگے جو اپنے لیے زنا، ریشم، شراب اور معازف کو جائز کر لیں گے"۔

"المعازف" کا معنی ہوتا ہے کھیل تماشہ کرنے اور بجانے والے آلات، اور ہمیں اللہ کا یہ فرمان بھولنا نہیں چاہیے:

" وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ"

کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں، تاکہ بن سمجھے (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں، اور اسے ہنسی (مذاق) بنالیں، ان کے لیے ذلت ورسوائی کا عذاب ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس کا مطلب گانا گانا اور اسے سننا ہے۔[16]

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مجھے دو احمق اور فاجر آوازوں سے منع کیا گیا ہے: ایک خوشی کے وقت بانسری (اور میوزک) کی آواز سے، دوسری مصیبت کے وقت رونے (نوحہ کرنے) کی آواز سے"۔[17]

تو ایک عارف شخص کیسے اس چیز کو جائز کر سکتا ہے جس سے اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے، اور اس کی آواز کو احمق اور فاجر کہا ہے، اور اسے اور نوحہ جس کے کرنے والے پر لعنت کی گئی ہے کے مساوی قرار دیا ہے، اور دونوں کو برابر احمق اور فاجر گردانہ ہے۔[18]

---

[15] یہ حدیث صحیح ہے، بخاری (5590)، ابو داود (4039)، طبرانی "الکبیر" (3417)، بیہقی "السنن الکبریٰ" (221/10)

[16] یہ خبر صحیح ہے، حاکم نے اس کی تخریج و تصحیح فرمائی ہے، اور امام ذہبی اور طبری نے اپنی تفسیر (39/21) اسے باقی رکھا ہے۔

[17] یہ حدیث حسن ہے، ترمذی (1011) اور بیہقی نے اپنی "سنن کبری" (69/4) میں اس کی تخریج فرمائی ہے، اور اس کے بہت سے شواہد ہیں۔

[18] ابن قیم کی "اغاثۃ اللھفان" (273/1)

جب حضور ﷺ نے یہ فرمایا: "ہر وہ چیز جس کے ساتھ انسان کھیلتا ہے وہ باطل ہے، سوائے اس کے کہ آدمی اپنے گھوڑے کو آداب جنگ سکھائے، کمان سے تیر اندازی کرے، اور اپنی بیوی سے کھیلے" تو آپ ﷺ نے اس سے صاف طور پر یہ بیان فرمادیا کہ میوزک (اور ڈھول باجوں) کے ذریعے گانا جائز کھیلوں سے نہیں ہے۔[19]

اور ایک دوسری روایت میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہر وہ چیز جو اللہ عزوجل کے ذکر کے علاوہ ہے وہ لغو اور سہو ہے مگر چار چیزیں: دو نشانوں کے درمیان آدمی کا چلنا، اپنے گھوڑے کو سدھانا، اپنی بیوی سے کھیلنا اور تیراکی سیکھنا"۔[20]

حدیث شریف میں " دو نشانوں کے درمیان آدمی کا چلنا " کا معنی ہے تیر پھینکنے کے نشان، اور اس کا مطلب ہے دو نشانوں کے درمیان پھینکے ہوئے تیروں کو جمع کرنے کے لیے چلنا، یا جنگ کے لیے دوڑ لگانا۔

"اپنے گھوڑے کو سدھانا" کا معنی ہے گھوڑے کو تعلیم دینا، جنگ کے لیے اس کو دوڑانا اور تیار کرنا۔

چنانچہ ہر مومن کے لیے حضور ﷺ کی مکمل حیات مبارکہ نمونۂ عمل ہے اور آپ بیویوں کے ساتھ حسن سلوک میں شوہروں کے لیے ایک بہترین مثال ہیں، چنانچہ آپ ﷺ اپنی بیویوں پر سب سے زیادہ لطف و نرمی وشفقت و محبت فرماتے تھے، اور ان کے دلوں کے لیے فرحت وانبساط و مسرت و شادمانی کا باعث تھے، لہٰذا ہر ایک مسلم شوہر کو بیوی کے ساتھ الفت و محبت سے پیش آنا چاہیے، اور اس کے ساتھ جائز ہنسی مذاق بھی کرنی چاہیے، اور اس کے دل کو فرحت وانبساط سے بھر دینا چاہیے، تاکہ ان کا گھر مسرت شادمانی سے شاد وآباد رہے۔

(5) پانچویں وصیت: بچوں اور عورتوں کی حاضری پر شکریہ ادا کرنا

شادی کے دن زوجین کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی وصیتوں میں سے ایک وصیت: بچوں اور عورتوں کی شادی میں شرکت پر شکریہ ادا کرنا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

---

[19] یہ حدیث صحیح ہے، ابوداؤد (3496)، نسائی (222/6)، ترمذی (1688)، ابن ماجہ (2811)، احمد (148/4، 146) وسنن دارمی (205/2)۔

[20] یہ حدیث صحیح ہے، نسائی نے "عشرۃ النساء" (52،53) اور طبرانی نے "المعجم الکبیر والأوسط" (269/6) میں اس کی تخریج کی ہے جیسا کہ "المجمع" میں ہے۔

" أَبْصَرَ النبيُّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ نِسَاءً وصِبْيَانًا مُقْبِلِينَ مِن عُرْسٍ، فَقَامَ مُمْتَنًّا، فَقالَ: اللَّهُمَّ أنتُمْ مِن أَحَبِّ النَّاسِ إلَيَّ".

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (انصار کی) عورتوں اور بچوں کو کسی شادی سے واپس آتے ہوئے دیکھا تو آپ تیزی سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اللہ (گواہ ہے) تم لوگ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو۔[21]

حدیث شریف میں " قام ممتنا" آیا ہے، اور یہ ماخوذ ہے "المنة" میم کے ضمہ سے، مطلب یہ ہے کہ آپ ان سے خوش ہو کر جلدی سے ان کے لیے کھڑے ہوئے

ابو مروان بن سراج فرماتے ہیں: امام قرطبی نے اس کو راجح قرار دیا ہے کہ یہ " الامتنان " بمعنی احسان سے مشتق ہے، کیونکہ حضور ﷺ جس کے لیے کھڑے ہوئے اور اس کی تعظیم کی تو اس کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی احسان نہیں ہے۔

اور فرماتے ہیں: اسی معنی کی تائید اس کے بعد والا یہ قول" أنتم أحب الناس إلي" بھی کرتا ہے۔

علامہ قابس فرماتے ہیں: "ممتنا" کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے ذریعہ ان پر فضل و کرم فرمایا، گویا کہ انہوں نے کہا کہ آپ ان پر محبت کے ذریعے احسان فرماتے ہیں، اور ایک دوسری روایت میں ہے: "متینا" یعنی آپ ﷺ بالکل سیدھے کھڑے ہو گئے۔

حدیث شریف میں لفظ "اللھم" آیا ہے، اس لفظ کو برکت یا اس کے ذریعے بات کو سچ ثابت کرنے کے لیے گواہی کے طور استعمال کیا جاتا ہے۔

چنانچہ شوہر کو چاہیے کہ وہ شادی میں شرکت کرنے والے مردوں اور بچوں کا شکریہ ادا کرے، اسی طرح بیوی کو بھی شادی میں آنے والی عورتوں اور لڑکیوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

(6) چھٹی وصیت: بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرنا

شف زفاف میں زوجین کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی وصیتوں میں سے ایک وصیت شوہر کا بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرنا بھی ہے، اس لیے کہ بیوی کے ساتھ شوہر کا تعامل پہلی رات سے ہی ظاہر ہوتا ہے، تو اگر شوہر نے پہلی رات ہی اس کے ساتھ حسن سلوک کیا اور نرمی و محبت سے پیش آیا، تو یہ آنے والی زندگی کو خوش گوار بنانے کے لیے اچھا نمونہ ہوگا۔

---

[21] یہ حدیث صحیح ہے، بخاری (5189)، مسلم (1948)، احمد (176/3)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے : وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا (19) [22]، ان سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر وہ پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔

تو شوہر شب زفاف ہی میں اپنی ازدواجی زندگی کو اپنے اور اپنی بیوی کے لیے دعائے برکت اور اس کے ساتھ الفت و محبت کے اظہار کے ساتھ شروع کرے، کیونکہ شوہر ہی بیوی کا نگہبان اور ذمہ دار ہے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی وصیت ہے :

تم میں سے ہر ایک نگہبان اور اپنی رعایا کا ذمہ دار ہے، تو بادشاہ اپنی رعایا کا ذمہ دار و نگہبان ہے ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری اور نگہبانی کے بارے میں پوچھا جائے گا، مرد اپنے اہل و عیال کا ذمہ دار و نگہبان ہے اس سے اس کی ذمہ داری اور نگہبانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار و نگہبان ہے اس سے اس کے بارے پرسشش ہوگی، خادم اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار و نگہبان ہے اس سے اس بارے میں سوال کیا جائے گا اور بیٹا اپنے باپ کے مال کا ذمہ دار و نگہبان ہے اس سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا، تو تم میں سے ہر ایک ذمہ دار و نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری اور نگہبانی کے بارے میں سوال ہوگا۔[23]

ایک اچھا شوہر جب اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہے تو اس کی وجہ سے گھر اور اہل و عیال پر اچھا اثر پڑتا ہے، گھر میں امن و سکون کا ماحول پیدا ہوتا ہے، اور اسی حسن سلوک سے اہل خانہ میں یکجہتی اور آپسی تعاون ہوتا ہے، بچے بھی ایک اچھے خاندانی ماحول میں پرورش پاتے ہیں، اور ایک اچھا شوہر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان : " وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ".[24] پر عمل کرتے ہوئے اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔

اور ایک اچھا شوہر اللہ کے رسول ﷺ کے اس فرمان : " عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امان اور اس کے کلمہ کے ذریعے حاصل کیا ہے اور اپنے لیے حلال کیا ہے"۔[25] پر عمل کرتے ہوئے بھی اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔

اللہ کا وہ کلمہ جس کے ذریعے نکاح کو مشروعیت اور مرد و عورت کے مابین تعلقات کو جواز کا حکم ملا وہ یہ ہے "فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ "[26]، یعنی تمہیں خوش آنے والی عورتوں سے نکاح کرو۔

---

[22] سورۃالنساء، آیت 19

[23] یہ حدیث صحیح ہے، بخاری (196/6،3/2)، مسلم (1829) واحمد (54/3)

[24] سورۃالنساء، آیت 19

[25] یہ حدیث صحیح ہے، مسلم (1218)، احمد (313/3)، ابن خزیمہ (2809) وابن حبان نے (9/3)

(7) ساتویں وصیت : بیوی پر شوہر کا حق

حضور ﷺ نے بیویوں کو اپنے شوہروں کا حق ادا کرنے کی وصیت کی ہے، اور یہ بہت سی احادیث مبارکہ میں صراحت کے ساتھ وارد ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" کسی انسان کو کسی انسان کے لیے سجدہ کرنا جائز نہیں ہے، اگر جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کیونکہ اس کا اس پر بہت زیادہ حق ہے "۔ [27]

---

[26] سورۃ النساء، آیت ۳

[27] یہ حدیث صحیح ہے، اسے امام احمد نے (158/3)، امام نسائی نے " عشرۃ النساء " (265) میں اور بزار نے اس کی تخریج کی ہے، جیسا کہ " مجمع الزوائد " (4/9) میں ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ عورت پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کے شوہر کا"، پھر انہوں نے سوال کیا کہ مرد پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کی ماں کا"۔[28]

ان احادیث میں اس بات کا بیان ہے کہ شوہر کے بیوی پر بہت زیادہ حقوق ہیں جن کو ادا کرنے سے وہ عاجز ہے، اور اس میں اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ بیوی پر شوہر کے حقوق ادا کرنا واجب ہے، کیونکہ سجدہ غیر اللہ کے لیے جائز ہی نہیں ہے، بلکہ حضور ﷺ نے تو شوہر کی اطاعت کو ان اسباب میں شمار کیا ہے جن پر عورت کا جنت میں جانا موقوف ہے، چنانچہ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "جب عورت پانچوں وقت کی نماز ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، شرمگاہ کی حفاظت اور شوہر کی اطاعت کرے، تو جس دروازے سے چاہے جنت میں چلی جائے"۔[29]

(8) آٹھویں وصیت: شوہر پر بیوی کا حق

جس طرح حضور ﷺ نے بیوی پر شوہر کے حقوق کی وصیت فرمائی ہے، اسی طرح شوہر پر بیوی کے حقوق کے بارے میں بھی وصیت فرمائی ہے، اور اس کا ذکر بھی احادیث مبارکہ میں آیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں: کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ میں (لوگوں پر) دو کمزوروں: یتیم اور عورت کے حق مارنے کو حرام کرتا ہوں"۔[30]

---

[28] یہ حدیث صحیح ہے، اسے امام احمد نے (158/3)، امام نسائی نے "عشرۃ النساء" (266) میں اور بزار نے اس کی تخریج کی ہے، جیسا کہ "مجمع الزوائد" (4/9) میں ہے، اور ہیثمی نے کہا ہے: اس کے راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں سوائے حفص کے جو انس کے بھتیجے ہیں کیونکہ وہ ثقہ ہیں۔

[29] یہ حدیث صحیح ہے، احمد (191/1)، ابن حبان (1451) وابو نعیم "حلیۃ" (308/6)، اور ابن عدی نے حضرت ابن عوف اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے "کامل" (993/3) میں اس کی تخریج کی ہے۔

[30] یہ حدیث حسن ہے، نسائی "عشرۃ النساء" (267) (268)، ابن ماجہ (1281)، احمد (/2439) اور حاکم (63/1) نے اس کی تخریج کی ہے اور تصحیح بھی۔

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا یا رسول اللہ! بیوی کا شوہر پر کیا حق ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" أن يُطْعِمَها إذا طعمَ وأن يَكْسوَها إذا اكتسَى ولا يَضربِ الوجهَ ولا يُقبِّحْ ولا يَهْجرْ إلَّا في البيتِ". [31]

"جب شوہر کھائے تو بیوی کو بھی کھلائے، جب وہ پہنے تو بیوی کو بھی پہنائے، اور اس کے چہرے پر نہ مارے، اور نہ اس کو برا بھلا کہے، اور گھر کے علاوہ (اگر وہ اس کی نافرمانی کرے) کسی اور جگہ اس سے بات چیت کرنا نہ چھوڑے"۔

"لا یقبح" اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو برا بھلا نہ کہے اور نہ اس کو گالی دے، جیسا کہ یہ کہنا" قبحك اللہ " اللہ تیرا برا کرے۔

شوہر پر بیوی کے کچھ اہم حقوق یہ ہیں:

1 بیوی کو کھانا اور کپڑے فراہم کرنا۔

2 اس کو علم شرعی سکھانا اور اس راہ میں اس کی مدد کرنا۔

3 اس کے احساس و شعور کا خیال رکھنا۔

4 اس کی جسمانی خواہشات کو پورا کرنا۔

5 بیوی کا دل بہلانا اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

6 اس کے راز کو تلاش نہ کرنا اور نہ ہی اس کی جاسوسی کرنا۔

7 اس کی اذیتوں پر تحمل مزاجی اور صبر سے کام لینا۔

8 اس کے ذاتی مال کی حفاظت کرنا۔

9 اس کے ساتھ وفاداری کرنا۔

10 گھر کے علاوہ (اگر وہ اس کی نافرمانی کرے) کسی اور جگہ اس سے بات چیت کرنا نہ چھوڑنا۔

11 بیویوں کے درمیان (اگر ایک سے زیادہ ہوں) عدل وانصاف اور باری سے کام لینا۔

12 مسجد اور دیگر جگہوں پر اس جانے کی اجازت دینا۔

13 طلاق کے بعد بچوں کو پرورش کے لیے اس کے حوالے کرنا۔

---

[31] یہ حدیث صحیح ہے، امام احمد نے (447/4)، ابو داود نے (2142)، نسائی نے "عشرہ" (269)، ابن ماجہ (1850) اور حاکم نے (188/2، 187،) نے اس کی تخریج کی ہے اور تصحیح بھی، اور امام ذہبی نے اس کو باقی رکھا ہے۔

14 نااتفاقی اور ناپسندیدگی کے وقت اس کو حق خلع دینا۔

15 بیوی کے لیے آرائش وزیبائش اختیار کرنا۔

16 چہرے پر نہ مارنا۔

17 مطلقہ بیوی کو عدت پوری ہونے تک گھر میں رکھنا۔

18 عدت کے بعد بھلائی کے ساتھ اس کو روکنا یا احسان کے ساتھ اس کو چھوڑ دینا۔

(9) نویں وصیت: عورتوں کو ممنوعہ زینت ترک کرنے کی وصیت

زوجین میں سے ہر ایک کو دوسرے کے لیے پسندیدہ زینت اختیار کرنا چاہیے، تاکہ وہ ان کے تعلقات کو مضبوط کرے، لیکن اسی زینت کو اختیار کریں جس کی شریعت نے اجازت دی ہے حدودِ شریعت کو پامال کرنے سے گریز کریں، اسی لیے ممنوعہ زینت جیسے نقلی بال لگانا خصوصاً شب زفاف میں، سے بچیں، اور یہ نقلی بالوں کا استعمال غیر مسلم عورتوں نے شروع کیا، اور وہ ان بالوں کے استعمال اور ان کے ذریعے آرائش میں مشہور تھیں، یہاں تک کہ یہ ان کا شعار اور علامت بن گئی، پھر آہستہ آہستہ یہ کام مسلم عورتوں نے بھی شروع کر دیا، چنانچہ مسلم عورتوں کا یہ نقلی بال استعمال کرنا، اور ان کے ذریعے آرائش وزیبائش کرنا اگرچہ شب زفاف میں ہو کافر عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا ہے، جس سے اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی ایک وصیت میں منع کرتے ہوئے فرمایا:

"جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں سے ہے"۔[32]

حضرت سعید المقبری رحمہ اللہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں: میں نے حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ کو ممبر پر دیکھا، ان کے ہاتھ میں عورتوں کے بالوں کا ایک گچھا تھا، تو انہوں نے فرمایا: مسلم عورتوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس طرح کے بال استعمال کرتی ہیں؟! جبکہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "جو عورت اپنے بالوں میں دوسرے بال لگا کر زیادتی کرتی ہے تو یہ ایک دھوکہ اور گناہ کا کام ہے"۔[33]

بدن پر گدوانا (ٹیٹو بنوانا) بھی منع ہے لہٰذا اس سے بھی گریز کریں۔

اللہ کے رسول ﷺ وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" لَعَنَ اللهُ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ".[34]

"اللہ نے بدن گودنے والی اور گدوانے والی دونوں پر لعنت فرمائی ہے"۔

حدیث شریف میں جو لفظ "واشمۃ" آیا ہے، کیا آپ جانتے ہیں یہ کون عورت ہے؟ یہ "وشم" سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے ہاتھ، یا کلائی یا چہرے یا بدن کے کسی حصے پر سوئی چبھانا یہاں تک کہ اس سے خون نکل جائے، پھر اس جگہ کو سرمے یا کسی اور چیز سے بھر دینا جسکی وجہ وہ جگہ ہرے رنگ کی ہو جائے، تو ایسا کام کرنے والی کو "واشمۃ" بدن گودنے والی کہا جاتا ہے، اور یہ کام کروانے والی کو "مستوشمۃ" بدن گدوانے والی کہا جاتا ہے، اور اہلِ علم کا اس کی حرمت پر اجماع ہے، کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس پر سخت وعید اور تہدید فرمائی ہے۔

چہرے اور بھونیں کے بال اکھاڑنا اور اکھڑوانا (یا بنانا اور بنوانا) اور دانتوں میں شگاف کرانا بھی منع ہے لہٰذا اس سے بھی گریز کریں۔

---

[32] یہ حدیث صحیح ہے، ابوداود (4012)، احمد (92250/2)، مصنف ابن ابی شیبہ (322/5) ابن عبد البر "تمہید" (80/6)

[33] یہ حدیث صحیح ہے، نسائی نے (145/8،144)، طبرانی نے "الکبیر" (800)(345/19) میں اس کی تخریج کی ہے، اور مسلم شریف میں (109/14) اس کا شاہد موجود ہے جیسا کہ امام نووی کی شرح میں ہے، اور مسند امام احمد (101/4) میں اس کا متابع موجود ہے۔

[34] یہ حدیث صحیح ہے، حوالہ سابق۔

ہر مسلم زوجہ (عورت) کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ کہیں وہ بال اکھاڑنے والی یا اکھڑوانے والی یا دانتوں کے بیچ شگاف کرانے والی عورتوں میں سے نہ ہو جائے، کیونکہ ان تمام پر اللہ نے لعنت فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَعَنَ اللهُ النَّامِصَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ المُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ

یعنی (چہرے اور بھونیں کے) اللہ نے بال اکھاڑنے والی اور اکھڑوانے والی، خوبصورتی کے لیے دانتوں کے بیچ شگاف کرانے والی اور اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے، جب قبیلہ بنو اسد کی ایک عورت ام یعقوب کو یہ خبر ملی تو وہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس آئی، اور بولی: میں نے سنا ہے کہ تم فلاں فلاں عورتوں پر لعنت بھیجتے ہو؟!، تو آپ نے فرمایا میں اس پر کیوں لعنت نہ کروں جس پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت کی ہو اور جس پر اللہ کی کتاب (قرآن) میں لعنت کی گئ ہو!، ام یعقوب نے کہا: میں نے قرآن پڑھا ہے لیکن ایسا کچھ نہیں پایا جو تم کہہ رہے ہو؟! تو آپ فرمایا: اگر تم توجہ سے پڑھتیں تو ضرور پاتیں، کیا تم نے اللہ کے اس فرمان کو نہیں پڑھا؟

" وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا " [35]

یعنی رسول جو تمہیں دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو، تو ام یعقوب نے کہا: کیوں نہیں، تو حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے، تو ام یعقوب نے کہا: میں نے تمہاری بیوی کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے، تو آپ نے فرمایا: جاؤ اور اس کو دیکھو، تو ام یعقوب گئیں، لیکن انہوں نے ایسا کچھ نہ پایا، تو حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: اگر وہ ایسا کرتی تو میں اس کے ساتھ زندگی بسر نہ کرتا (اس کو چھوڑ دیتا)۔[36]

حدیث شریف میں جو الفاظ "النامصة، المتنمصة، المتفلجة" آئے ہیں تو اس سے کیا مراد ہے، تو " نامصہ اور متنمصہ " یہ " نمص " سے ماخوذ ہیں اور عموماً اس کا معنی ہوتا ہے چہرے کے بال اکھاڑنا، اور خصوصاً اس کا معنی ہوتا ہے کسی چیز کے ذریعے بھوئیں کے بال اکھاڑنا تاکہ وہ پتلی ہو جائیں اور خوبصورت نظر آئیں، اور " متفلجات " وہ عورتیں ہیں جو عمر زیادہ ہونے کے بعد اپنے دانتوں کا علاج کراتی ہیں (انکے درمیان جگہ خالی کراتی ہیں) تاکہ وہ کم عمر اور خوبصورت نظر آئیں، تو اس طرح سے وہ لوگوں کو دھوکا دیتی ہیں، چنانچہ ہر بیوی (عورت) کو ممنوعہ زینت سے بچنا چاہیے۔

بیوی کا جائز زینت کرنا۔

---

35 سورۃ الحشر، آیت 7

36 یہ حدیث صحیح ہے، بخاری (5931) ومسلم (2225)

شادی کے دن یہ رواج ہے کہ بیوی اپنے شوہر کے لیے آرائش وزیبائش کرتی ہے، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی ان کی شادی میں حضور ﷺ کے پاس آنے سے پہلے ان کے والدین کے گھر مزین کیا گیا تھا، لہٰذا دلہن کی تجمیل وتحسین کرنی والی عورتوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ اس کی اس طرح آرائش وزیبائش کریں کہ شوہر کو خوش کردے اور اسے بھا جائے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جس وقت حضور ﷺ سے میری شادی ہوئی میں چھ سال کی تھی اور رخصتی کے وقت میری عمر نو سال کی تھی، فرماتی ہیں: پھر ہم مدینہ آئے تو میں ایک ماہ تک مسلسل بخار کی حالت میں رہی یہاں تک کہ (اس بخار کی وجہ سے) میرے بال جھڑ کر کانوں تک آ گئے، تو ام رومان (یہ حضرت عائشہ کی ماں ہیں) میرے پاس آئیں، میں اس وقت جھولے پر بیٹھی تھی اور میرے ساتھ میری کچھ سہیلیاں بھی تھیں، تو انہوں نے مجھے آواز دی، میں انکے پاس گئی لیکن میں یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ مجھے کیوں بلا رہی ہیں، ام رومان نے میرا ہاتھ پکڑ کر دروازے پر کھڑا کر دیا، میں ہا ہا کر رہی تھی (یعنی سانس پھول گئی تھی) یہاں تک جب مجھے سکون ملا تو وہ مجھے ایک ایسے گھر میں لے گئیں جہاں انصار کی کچھ عورتیں موجود تھیں، ان عورتوں نے مجھ سے کہا: اللہ تم پر خیر وبرکت کا نزول فرمائے، پھر ام رومان نے مجھے ان عورتوں کے حوالے کر دیا، انہوں نے میرا سر دھویا اور میری آرائش وزیبائش کرکے مجھے سجایا، اور میں بہت گھبرا رہی تھی، چاشت کے وقت جب حضور ﷺ تشریف لائے تو ان عورتوں نے مجھے آپ کے حوالے کر دیا۔[37]

(10) دسویں وصیت: شب زفاف جماع سے پہلے بیوی کے ساتھ فرحت ومسرت اور محبت والفت کا اظہار کرنا

شب زفاف میں زوجین کے لیے حضور ﷺ کی وصیتوں میں سے ایک وصیت یہ ہے کہ جماع سے پہلے بیوی کے ساتھ خوشی اور شوق وتمنا ظاہر کرے، چنانچہ مسلم شوہر کے لیے شب زفاف میں مستحب یہ ہے کہ وہ بیوی کے ساتھ پیار ومحبت سے پیش آئے، اور بیوی ملنے پر مسرت وشادمانی کا اظہار کرتے ہوئے فرحت وانبساط کے ساتھ اس سے تعامل کرے۔

شب زفاف ہی میں شوہر کو اپنے قول فعل کے ذریعے بیوی کے خوف وہراس کو دور کرنا چاہیے، اس طور پر کہ اس کو اس کے پسندیدہ اور اچھے القاب واسماء کے ذریعے پکارے، اور کچھ کلمات کے ذریعے جائز طنز ومزاح سے بھی کام لے۔

اور اپنے فعل سے بھی اس کے ڈر کو دور کرے اور اس کے ساتھ ملاطفت سے کام لے، اس طرح کہ اس کو کچھ پینے کے لیے پیش کرے، کیونکہ حضور ﷺ کے زمانے میں بھی ایسا ہوتا تھا، حضرت اسماء بنت یزید بن السکن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے،

---

[37] مسلم (1422)

آپ فرماتی ہیں : میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ کے لیے تیار کیا، اور ایک دوسری روایت میں[38] فرماتی ہیں : کہ میں حضرت عائشہ کے ساتھ تھی جنہیں میں تیار کرکے حضور ﷺ کے پاس لے گئی، اور میرے ساتھ کچھ عورتیں بھی تھیں، پھر حضور ﷺ کو بلوایا تاکہ آپ عائشہ صدیقہ کو دیکھ لیں، آپ تشریف لائے اور عائشہ صدیقہ کے پاس بیٹھ گئے، پھر ایک بڑے پیالے میں دودھ لایا گیا، آپ ﷺ نے کچھ دودھ اس میں سے تناول فرمایا اس کے بعد پیالہ حضرت عائشہ صدیقہ کی طرف بڑھایا، انہوں نے شرما کر سر جھکا لیا، حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں : میں نے انکو ڈانٹا اور کہا : اے عائشہ سرکار کے ہاتھ سے پیالہ لو، تو انہوں نے لیا اور اس میں سے کچھ پیا، پھر حضور ﷺ نے حضرت عائشہ سے فرمایا : "اپنی سہیلی کو دے دو"[39] اسماء کہتی ہیں میں نے عرض کی : اے اللہ کے رسول، بلکہ آپ لیں پھر پی کر اپنے دست مبارک سے مجھے عطا فرمادیں، تو آپ نے پیالہ لیا اور کچھ پی کر مجھے عطا فرمادیا، اسماء فرماتی ہیں : میں اس پیالے کو اپنے گھٹنے پر رکھ کر گھمانے لگی تاکہ اس جگہ سے ہونٹ لگا کر پیوں جس جگہ سے حضور ﷺ نے پیا ہے، پھر آپ ﷺ نے میرے سہیلیوں سے فرمایا : " تم بھی پی لو" تو انہوں نے کہا : ہمیں پینے کی حاجت نہیں ہے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : "تم بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو"۔[40]

تو ان تمام باتوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کی وصیت یہ ہے کہ اپنے اقوال و اعمال کے ذریعے اپنی بیویوں کے دلوں کو خوش کرنا چاہیے۔

---

[38] یہ روایت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے ہے۔

[39] یہ حدیث صحیح ہے، ابن ماجہ (3298)، احمد (6/438،452،453،367)، حمیدی (459)۔

[40] یہ حدیث صحیح ہے، ابن ماجہ (3298)، احمد (6/438،452،453،367)، حمیدی (459)

(11) گیارہویں وصیت: شب زفاف مباشرت سے پہلے حسن نیت کرنا

حضور ﷺ نے ہر مسلم مرد و عورت کو شب زفاف میں مباشرت کرنے سے پہلے حسن نیت کی وصیت فرمائی ہے، اس لیے ہر مسلم شوہر و بیوی کو مباشرت کے ذریعے زمین کو آباد کرنے، مسلم نسل کو بڑھانے، غلط کاموں سے اپنے آپ کو بچانے اور ایسی نیک اولاد کی طلب میں اللہ کی اطاعت کرنی چاہیے جو والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے، اور مرنے کے بعد ان کے حق میں دعا کرکے فائدہ پہنچائے، اور اس طرح کی حدیث بھی موجود ہے، چنانچہ حضرت ابو ذرر ضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے کچھ صحابہ نے آپ کی بارگاہ میں عرض کی: یارسول اللہ! مالدار لوگ ہم سے اجر و ثواب میں سبقت لے گئے، کیونکہ وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں، ہماری طرح روزے رکھتے ہیں، اور وہ اپنے بچے ہوئے مال کو صدقہ بھی کرتے ہیں (جو ہم نہیں کر پاتے)، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کیا اللہ نے تمہارے لیے ایسی چیز نہیں بنائی جس کو تم صدقہ کر سکو؟ آگے سرکار فرماتے ہیں: "ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے،. برے کاموں سے روکنا صدقہ ہے اور تم میں سے ہر ایک کی شرمگاہ (یا جماع) میں بھی صدقہ ہے، صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہم سے کوئی جب (بیوی کے ساتھ) شہوت پوری کرتا ہے تو کیا اس میں بھی ثواب ملتا ہے؟ آپ ﷺ نے

ارشاد فرمایا: "تم یہ بتاؤ کہ انسان اگر اپنی شہوت کو حرام جگہ پوری کرے گا تو کیا یہ گناہ نہیں ہوگا؟[41] صحابہ نے عرض کی: کیوں نہیں ہوگا (یعنی ضرور ہوگا)، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اسی طرح جب انسان اپنی شہوت کو حلال جگہ پوری کرتا ہے تو اللہ اس کو اجر و ثواب عطا فرماتا ہے"۔[42]

تو مذکورہ بالا وصیت اور حدیث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ جائز امور حسن نیت سے عبادت بن جاتے ہیں، اسی طرح جماع بھی عبادت ہے جبکہ وہ بیوی کا حق ادا کرنے اور اس کے ساتھ حسن سلوک کے لیے ہو جس کا اللہ نے حکم دیا ہے، یا پھر نیک اولاد کی طلب ہو، یا اپنے آپ اور بیوی کو پاک صاف رکھنے اور نظر حرام اور غلط فکر سے بچانے کے لیے ہو، یا اس کے علاوہ کسی اور نیک مقصد سے ہو، (تو ان تمام صورتوں میں بھی یہ جماع عبادت بن جائے گا)۔[43]

شب زفاف زوجین کے لیے حضور ﷺ کی اس وصیت سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

1 مسلمانوں کا اچھے کاموں کے لیے ایک دوسرے پر سبقت کرنا، اجر عظیم اور زیادہ ثواب کی طمع رکھنا، اور اس میں کوتاہی پر حسرت وندامت کا اظہار کرنا۔

2 اسلام میں عبادت کے مفہوم کی وسعت، چنانچہ یہ ہر اس کام کو شامل ہے جس کو مسلمان حسن نیت اور اچھے ارادے سے انجام دیتا ہے، اگرچہ یہ کام جائز امور عادیہ، فطریہ سے ہو۔

3 اس بات کا بیان کہ مسلمان کو ترک معصیت پر بھی اجر ثواب ملتا ہے، جیسا کہ اس کو اچھے کام پر ثواب ملتا ہے جبکہ وہ اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کے لیے ہو۔[44]

---

[41] حرام جگہ میں اپنی خواہش پوری کرنے کا مطلب ہے: زنا کرنا۔

[42] یہ حدیث صحیح ہے، امام مسلم (1006)، امام احمد (5/167،168) وسنن بیہقی (4/188)

[43] امام نووی کی شرح صحیح مسلم (7/92)

[44] نزہۃ المتقین (1/151)

(12) بارہویں وصیت: جماع سے پہلے ملاعبت کرنا

اس وصیت پر روشنی ڈالنے سے پہلے ہمیں اس کے عنوان کے مفہوم کو سمجھ لینا چاہیے، "ملاعبت" کا مطلب ہوتا ہے شوہر کا بیوی کے ساتھ کھیلنااور اس ہنسی مذاق کرنا، اور یہ ملاعبت کبھی حرکات کے ذریعے ہوتی ہے تو کبھی کلمات کے ذریعے، لیکن یہ سب حدود شرع کے اندر ہو، اور "جماع" کا مطلب ہوتا ہے بیوی کے ساتھ مباشرت اور ہمبستری کرنا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے فرمایا: "کیا تم نے شادی کر لی؟" انہوں نے جواب دیا جی ہاں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کس کے ساتھ" جواب دیا: مدینہ کی فلانہ بیوہ عورت کے ساتھ، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم نے کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی کہ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی تم اس کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے اور وہ تمہارے ساتھ ہنسی مذاق کرتی؟"۔[45]

اور ایک دوسری روایت میں ہے: " مالَكَ ولِلعَذَارَی ولِعابِها ؟" یعنی تم نے کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی کہ اس کے ساتھ کھیلتے؟ یہ معنی اس وقت ہوگا جب "لعاب" کے لام کو کسرہ دیں، ضمہ کے ساتھ معنی ہوگا" تھوک "اور اس میں اشارہ

---

[45] ایہ حدیث صحیح ہے، بخاری (5080)، مسلم (1087)، احمد (297،308/3)، ترمذی (1100)، نسائی (4641)، ابن ماجہ (1860) و سنن دارمی (146/2)

ہوگا بیوی کی زبان اور اس کے ہونٹوں کے چوسنے کی طرف، کیونکہ ملاعبت اور بوس وکنار کے وقت ایسا ہوتا ہے، لہٰذا جماع سے پہلے لطف ونرمی سے بات کرنا، پیار ومحبت سے بوسہ وکنار کرنا، الفت ومحبت کی باتیں کرکے اس ساتھ کھیلنا اور بیوی کا خوشبو لگانا اور پر کشش کپڑے پہننا یہ سب باب ملاعبت سے ہے۔

(13) تیرہویں وصیت: شوہر بیوی کے سر پر ہاتھ رکھ کر اس کے لیے دعا کرے

جب شوہر شب زفاف میں اپنی بیوی کے پاس جائے تو جماع سے پہلے اپنے داہنے ہاتھ کو اس کے سر کے سامنے کے حصے پیشانی پر رکھ کر "بسم اللہ" پڑھے اور اس کے لیے برکت وآسانی کی دعا کرے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

اس بارے میں ہمیں اللہ کے رسول ﷺ کی وصیتوں کو پڑھنا چاہیے، آپ ﷺ فرماتے ہیں: "جب تم کسی عورت سے شادی کرو یا کوئی غلام خریدو، تو اس طرح دعا کرو:

"اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ".[46]

اے اللہ میں تجھ سے اس کی بھلائی اور وہ بھلائی منگتا ہوں جس پر تو نے اس کو پیدا فرمایا ہے، اور میں اس کے شر اور اس شر سے جس پر تو نے اس کو پیدا فرمایا ہے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور جب کوئی اونٹ خریدے تو اس کے کوہان کو پکڑ کر یہی دعا کرے"۔

اور دوسری روایت میں ہے: "پھر اس کی پیشانی کو پکڑے اور بیوی اور خادم لیے برکت کی دعا کرے"۔

---

[46] یہ حدیث حسن ہے، بخاری باب" خلق أفعال العباد" (ص77)، ابوداود (2160)، ابن ماجہ (1918)، نسائی "عمل الیوم واللیۃ" (340)، حاکم (180/3)، ابن سنی "عمل الیوم واللیلہ" (600)، طبرانی "الدعا" (940)(1360) وبغوی "شرح السنۃ" (1329)۔

(14) چودھویں وصیت : میاں بیوی کا ایک ساتھ دو رکعت نماز پڑھیں

شب زفاف میں دولہا کے لیے یہ مستحب ہے کہ وہ دو رکعت نفل نماز پڑھے، اور دلہن کو بھی اس کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہیے، کیونکہ اس سے ان کی شب زفاف میں زیادہ برکت و رحمت نازل ہوگی۔

حضور ﷺ نے بھی ان دو رکعت کی وصیت کرتے ہوئے فرمایا: "جب بیوی شوہر کے پاس آئے تو وہ کھڑا ہو جائے اور بیوی اس کے پیچھے کھڑی ہو پھر دونوں کو دو رکعت نماز پڑھیں، اس کے بعد شوہر اس طرح دعا کرے:

" اللَّهُمَّ بَارِكْ لِي فِي أَهْلِي، وَبَارِكْ لأَهْلِي فِي، اللَّهُمَّ ارْزُقْهُمْ مِنِّي، وَارْزُقْنِي مِنْهُمْ، اللَّهُمَّ اجْمَعْ بَيْنَنَا مَا جَمَعْتَ فِي خَيْرٍ، وَفَرِّقْ بَيْنَنَا إِذَا فَرَّقْتَ في خَيْرٍ "

"اے اللہ! میرے لیے میرے اہل و عیال اور ان کے لیے مجھ میں برکت فرما، اے اللہ! ان کو میرے ذریعے اور مجھے ان کے ذریعے رزق عطا فرما، اے اللہ! ہمیں بھلائی پر جمع فرما، اور جب ہمارے درمیان تفریق فرمانا تو بھلائی کے لیے فرمانا"۔[47]

ابو اسید کے غلام ابو سعید سے مروی ہے فرماتے ہیں: "میں نے شادی کی جبکہ میں ایک مملوک (غلام) تھا، تو میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے کچھ صحابہ کو دعوت پر بلایا، ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود، ابو ذر اور حذیفہ بھی تھے، بیان کرتے ہیں: جب ہم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو حضرت ابو ذر نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھے، تو صحابہ نے ان سے کہا: رک جاؤ، حضرت ابو ذر

[47] یہ حدیث حسن لغیرہ ہے، طبرانی نے "الأوسط" میں اس کی تخریج فرمائی ہے جیسا کہ "المجمع" (291/4)، حدیث سلیمان اس کا شاہد ہے، ابو نعیم نے بھی اس کی تخریج فرمائی ہے (56/1)

نے کہا: کیا واقعی رک جاؤں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، ابو سعید بیان کرتے ہیں: انہوں نے نماز پڑھانے کے لیے مجھے آگے کر دیا جبکہ میں ایک غلام تھا، پھر صحابہ نے مجھے تعلیم دیتے ہوئے فرمایا: جب تمہاری بیوی تمہارے پاس آئے تو دو رکعت نماز پڑھنا، اور اللہ سے اس چیز کی بھلائی طلب کرنا جو تمہارے پاس آئی ہے، اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنا، پھر تم جانو اور تمہاری بیوی۔ [48]

(15) پندرہویں وصیت: بیوی شوہر کے بستر کو نہ چھوڑے

اسلام میں عورت کو نصف معاشرہ سمجھا جاتا ہے، اس کی اپنی ایک شائستگی عزت و کرامت اور اثر رسوخ ہے، عورت ہی مرد کو لوتھڑے کی صورت میں شکم میں رکھ کر بچے کی شکل میں جنم دیتے ہے، راتوں رات جاگ کر اس کی پرورش کرتی ہے، اپنے دودھ سے اس کو پروان چڑھا کر اخلاق و آداب سے مزین اس کی تربیت کرتی ہے، چنانچہ عورت مربیہ، طبیبہ حکیمہ، مرشدہ، ماں اور پہلا مدرسہ ہے۔

اور ایک اچھی بیوی کے لیے ضروری ہے کہ ہمیشہ وہ شوہر کی رضا جوئی کرے اس کی ناراضگی سے بچے، اور جب شوہر قضائے شہوت کے لیے بلائے تو اس کو منع نہ کرے، سوائے عذر شرعی جیسے حیض و نفاس کی حالت میں، چنانچہ ایسی حالت میں عورت کا شوہر کی بات ماننا جائز نہیں ہے، اور نہ ہی ایسی حالت میں مرد کے لیے جائز ہے کہ وہ اسے جماع کے لیے بلائے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ" [49]

یعنی حالت حیض میں عورتوں سے دور رہو اور انکے قریب نہ جاؤ جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں۔

قریب نہ ہونے کا مطلب ہے کہ جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں ان سے جماع نہ کرنا، اور پاک ہونے کی علامت ہے دم حیض کا رک جانا، تو جب خون رک جائے اور وہ غسل کر لیں تو اب جماع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

---

[48] یہ خبر صحیح ہے، مصنف ابن ابی شیبہ (401/3)

[49] سورۃ البقرۃ، آیت: 222

اور جو عورت شوہر کا بستر چھوڑ کر کسی اور جگہ رات گزارتی ہے اس پر اس وقت تک فرشتوں کی لعنت ہوتی ہے جب تک وہ اپنی اس نافرمانی سے باز آ کر شوہر کی بات نہ مان لے۔

اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "جب عورت اپنے شوہر کا بستر چھوڑ کر الگ رات گزارتی ہے تو صبح تک اس پر فرشتوں کی لعنت ہوتی ہے"۔[50]

اور دوسری جگہ اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "جب شوہر بیوی کو شہوت کے لیے اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے انکار کر دے، تو شوہر غصے کی حالت میں ہی سو جائے تو اس عورت پر صبح تک فرشتوں کی لعنت ہوتی رہتی ہے"۔[51]

(16) سولہویں وصیت: جب شوہر کو بیوی کی نفرت و ناپسندیدگی کا خدشہ ہو تو دعا کرے

شب زفاف کا مقصد محض استمتاع اور لطف اندوزی نہیں ہے بلکہ اس کا ایک بڑا مقصد زوجین کا ایک دینی واجبی امر کی ادائگی ہے، اور وہ امر ہے زوجین کے مفہوم و معنی کو بلند و بالا کرنا جس کے ذریعے جنسی تعلقات کا مفہوم اس لذت حیوانی سے کہیں درجے بڑھ جاتا ہے جو محض ایک وسیلہ ہے غایت و مقصد نہیں۔

اسی لیے اسلام ان اسباب کو تلاش کرتا ہے جو ازدواجی تعلقات کو خراب اور ناخوشگوار بنا دیتے ہیں، اور پھر ان سے بچنے کے لیے ان کے بہترین حل پیش کرتا ہے، انہی پیش آنے والی مشکلوں میں سے ایک بڑی مشکل ہے: بیوی کا نفرت و ناپسند کرنا۔

حضرت ابو وائل رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: قبیلہ بجیلہ[52] سے ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: میں نے ایک کنواری لڑکی سے شادی کی ہے لیکن مجھے اس کی جانب سے نفرت کا خدشہ ہے[53]، تو حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا: الفت و محبت اللہ کی جانب سے ہوتی ہے، اور نفرت و ناپسندیدگی شیطان کی طرف سے، تاکہ وہ اللہ کی حلال کردہ چیز کو تمہارے لیے ناپسند بنا دے، جب تمہاری بیوی تمہارے پاس آئے تو اس کو حکم دینا کہ وہ تمہارے پیچھے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھے، پھر اس طرح دعا کرنا:

" اللَّهُمَّ بَارِكْ لِي فِي أَهْلِي، وَبَارِكْ لأَهْلِي فِي، اللَّهُمَّ ارْزُقْهُمْ مِنِّي، وَارْزُقْنِي مِنْهُمْ، اللَّهُمَّ اجْمَعْ بَيْنَنَا مَا جَمَعْتَ فِي خَيْرٍ، وَفَرِّقْ بَيْنَنَا إِذَا فَرَّقْتَ إِلَى خَيْرٍ "

---

[50] یہ حدیث صحیح ہے، بخاری (5194)، مسلم (1059)، واحمد (468،348،255/2)

[51] یہ حدیث صحیح ہے، بخاری (5193)، مسلم (1069) واحمد (480،439/2)

[52] "بجیلہ" یہ عرب کے ایک مشہور و معروف قبیلے کا نام ہے۔

[53] نفرت و ناپسندگی کبھی بیوی کی طرف سے ہوتی ہے تو کبھی شوہر کی جانب سے، حدیث پاک میں آیا ہے، " لا يفرك مؤمن مؤمنة "یعنی کوئی مومن کسی مومنہ سے نفرت نہ کرے، اس میں حسن سلوک اور محبت کی تعلیم ہے۔

"اے اللہ ! میرے اہل و عیال میں میرے لیےاور مجھ میں ان کے لیے برکت فرما، اے اللہ ! ان کو میرے ذریعے اور مجھے انکے ذریعے رزق عطافرما، اے اللہ ! تو ہمیں بھلائی پر جمع رکھ اور جب ہمیں جدا فرمانا تو بھلائی ہی کے لیے جدا فرمانا"۔ [54]

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے : "جب تمہاری بیوی تمہارے پاس آئے تو دو رکعت نماز پڑھنا، اور اسے بھی حکم دینا کہ وہ تمہارے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھے، اور اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اللہ سے خیر و عافیت طلب کرنا، اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنا"۔ [55]

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں" : جب بیوی شوہر کے گھر اس کے پاس آئے تو شوہر کو حکم دیا جائے کہ وہ اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اس کے لیے دعائے برکت کرے"۔ [56]

(17) سترہویں وصیت : دبر (پیچھے کے مقام) میں جماع نہ کرے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں : اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں :

"ملعون ہے وہ شخص جو بیوی کی دبر میں جماع کرے"۔ [57]

عزیز مسلم بھائیوں اور بہنوں !

اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ مرد کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی بیوی کے آگے کے حصہ (مقام پیدائش) میں جس طرح چاہے جماع کرے، اس بارے میں آیت کریمہ بھی موجود ہے، اللہ فرماتا ہے :

"نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ" [58]

تمہاری بیویاں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تو تم اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : دبر اور حیض کو چھوڑ کر (آگے کے حصہ یعنی مقام پیدائش میں) جس طرح چاہو جماع کرو۔ [59]

---

[54] یہ خبر صحیح ہے، مصنف عبدالرزاق (10460)، (10461)، طبرانی "المعجم الکبیر" (8993)، (8994)۔

[55] مصنف عبدالرزاق (10462)

[56] حوالہ سابق (10464)

[57] (1) یہ حدیث صحیح ہے، احمد (279/2)، (444/2)، ابوداؤد، کتاب النکاح : باب جامع فی النکاح (2162) ابن ماجہ، باب النکاح : باب : باب النھی عن اتیان النساء فی دبر ھن (1623)

[58] سورۃ البقرہ : 222

[59] دارمی (258/1)

لیکن دبر میں جماع کرنا حرام ہے پس اگر کوئی شخص اس کی حرمت کے عدم علم کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو اس کو روکا جائے گا (اور اس کے بارے میں بتایا جائے گا) اور اگر وہ علم کے بعد بھی ایسا کرتا ہے تو اس کو سزا دی جائے گی، چنانچہ مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا کرنے والے شخص کو ضرب لگائی، اور حضرت ابودرداء سے جب اس کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا: کیا کافر کے علاوہ بھی کوئی ایسا کرسکتا ہے؟! اور جب حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کیا کوئی مسلمان ایسا کرسکتا ہے؟!

ان تمام باتوں سے یہ چیز واضح ہو جاتی ہے کہ جس نے اپنی بیوی کی دبر میں جماع کیا اس نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا، اور اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس بد فعلی سے فوراً توبہ کرے؛ کیونکہ اسے اللہ نے منع فرمایا ہے اور اس کے کرنے والے پر حضور ﷺ نے لعنت فرمائی ہے، اور یہ لعنت اس پر اس وقت تک ہوتی رہے گی جب تک وہ اس بد فعلی پر مصر رہے گا بعد اس کے کہ اس کو اس بارے میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی معرفت ہو چکی ہے۔

دور حاضر میں طب نے بھی اس بات کو ثابت کیا ہے کہ ۷۰ فیصد سے زیادہ لوگ بیوی کے پیچھے کے مقام میں جماع کرنے کی وجہ سے ایڈز "AIDS یا HIV" (human immunodeficiency virs) جیسی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

انسان عرصہ دراز سے بہت سارے امراض جیسے، آتشک (سفلس :syphils)، جریان (gonorrhea)، اور زخم تناسلی (genital ulcer) کو جانتا ہے، جو جماع کی وجہ سے مردوں سے عورتوں، اور عورتوں سے مردوں میں منتقل ہو جاتے ہیں، پھر اسی صدی میں ہم جنس پرستی (homosexuality) کی وجہ سے ایڈز A. I. D. S جیسی مہلک بیماری نے ظہور نے پورے عالم کو تعجب و حیران کر دیا ہے۔

اہل طب حضرات یہ بتاتے ہیں کہ مرد کی منی میں غیر مشبعہ روغنی ترشے یعنی فیٹی ایسڈ (unsaturated fatty acids) مواد پائے جاتے ہیں جنہیں پروسٹگینڈنز (prostaglandins) کہا جاتا ہے، مشہور یہ ہے کہ ان کی تعداد تقریباً بارہ ہوتی ہے، ان میں سے ہر ایک کا اپنا ایک الگ کام اور طریقہ کار ہے، انہیں مواد میں سے کچھ مدافعتی نظام (انگریزی: Immune system) پر اثر کرتے ہیں تو اس کو کمزور کر دیتے ہیں اور سیالویات (lymphocytes) جو انسان میں مدافعتی نظام (immune system) کا کردار ادا کرتے ہیں، کی پیداوار کو کم کر دیتے ہیں۔

اور بدیہی بات ہے کہ مرد اپنی اس منی کو عورت کے اگلے مقام سے اس کے رحم میں ڈالتا ہے جیسا کہ اسے اللہ تعالی نے اپنی کتاب عزیز اور رسول اکرم ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں حکم دیا ہے، لیکن رحم کے افرازات (رطوبت) میں کچھ ایسے مواد ہوتے ہیں جو مرد کی منی کے مواد مخالف و موافق ہوتے ہیں اور جو مدافعتی نظام کو بڑھاتے ہیں، جیسا کہ علم طب ہمیں بتاتا ہے، اسی وجہ سے مرد جب اپنی منی کو عورت کے اگلے حصے میں ڈالتا ہے تو اس سے مدافعتی نظام میں کوئی نقص و کمی پیدا نہیں ہوتی ہے۔

اسی سے ہمیں اس کی حکمت و راز کا پتہ چلتا ہے کہ کیوں اللہ نے ہمارے لیے ہر قسم کی ہم جنس پرستی جیسے لواطت و طبق زنی اور عورت کی دبر میں جماع کرنے کو حرام قرار دیا اور کیوں ہمیں عورتوں سے حیض کی حالت میں ان کے پاک ہونے تک دور رہنے کا حکم فرمایا۔[60]

یہ سب نئی معلومات ہیں لیکن اسلام کے لیے نئی نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالی نے چودہ سو سال پہلے ہی اس کے بارے میں قرآن پاک میں ہمیں بتا یا دیا ہے۔

(18) اٹھارہویں وصیت: جماع کے وقت شیطان کو بھگانے کے لیے دعا کرے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے ساتھ جماع کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے:

"بِسْمِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبْ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا"[61]

اے اللہ تو ہمیں شیطان سے بچا، اور جو ہمیں تو (اولاد) عطا فرمائے اسے بھی شیطان سے بچا۔

کیونکہ اگر اس جماع سے انہیں بچہ پیدا ہوا تو شیطان اس کو کبھی نقصان نہیں پہنچائے گا"۔

یہ دعا جماع سے پہلے پڑھے۔

شیطان اس کو کبھی نقصان نہیں پہنچائے گا: اس بارے میں اختلاف ہے کہ شیطان اس کو کس طرح کا نقصان نہیں پہنچائے گا، لیکن قاضی عیاض نے اس بات پر اجماع نقل فرمایا ہے کہ یہاں تمام قسم کے ضرر کی نفی نہیں ہے، اگرچہ صیغۂ نفی مؤبد عموم ضرر پر دلالت کر رہا ہے۔

---

60 مزید تفصیل کے لیے پروفیسر علی محمد المطاوع کی کتاب (مدخل إلى الطب الإسلامي) کا مطالعہ کریں

61 یہ حدیث صحیح ہے، بخاری (151/4)، (102/8)، مسلم (1434)، احمد (286/1)، ابوداود (2161)، ترمذی (1098)، ابن ماجہ (1919)، مصنف عبد الرزاق (193/6)، ابن السنی "عمل الیوم والیلہ" (206)، طبرانی نے "الدعا" (941)

(19) انیسویں وصیت: عورتوں کے ساتھ مختلف جائز طریقوں سے جماع کرنا

حضور ﷺ نے دبر کو چھوڑ کر آگے کے مقام (جائے پیدائش) میں آگے، پیچھے اور مختلف طریقوں سے بیویوں کے ساتھ جماع کی اجازت دی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں ہلاک ہو گیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کس چیز نے تم کو ہلاک کر دیا؟ انہوں نے جواب دیا رات میں نے اپنے کجاوے کو پلٹ دیا (عورت کے پیچھے کھڑے ہو کر آگے کے مقام میں جماع کرنے سے کنایہ ہے)، تو آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی:

"نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ" [62]

تمہاری بیویاں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تو تم اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "تم (بیویوں کے ساتھ ان کے آگے کے مقام میں) آگے سے جماع کرو یا پیچھے سے، لیکن دبر اور حائضہ سے (جماع کرنے سے) دور رہو" [63]

---

[62] سورۃ البقرۃ، آیت: 223

[63] یہ حدیث صحیح ہے، بخاری (4528)، مسلم (1059)، ابو داود (2163)، ترمذی (2978)، نسائی "عشرۃ النساء" (91)، ابن ماجہ (1925)، مصنف ابن ابی شیبہ (229/4)، احمد (259)، سنن دارمی نے اپنی (259) وابن حبان (1721)

آیت کے لفظ (أَنَّىٰ) کے معنی میں اختلاف ہے، بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے " (آگے کے مقام میں) جس طرح چاہو آؤ" بعض نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے " جس مقام سے چاہو آؤ" اور بعض نے کہا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے " جس وقت چاہو آؤ"۔

لیکن صحیح وہی ہے جو اللہ کے رسول ﷺ نے بیان فرمایا: "کہ دبر کو چھوڑ کر آگے کے مقام سے جس طرح چاہو آؤ"۔

اس کے بارے میں ایک دوسری روایت بھی ہے: "سامنے سے، یا پیچھے سے یا چت لٹا کر، لیکن صرف آگے کے مقام میں"۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے: "اگر آگے کے مقام میں ہو تو سامنے سے کرے یا پیچھے سے"۔[64]

اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف اس مقام میں ہو جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے، جس کو "فرج" کہتے ہیں، اب اس میں چاہے جس طرح کرے۔

(20) بیسویں وصیت: حیض میں جماع کے علاوہ شوہر سب کچھ کر سکتا ہے

حدیث پاک سے ہمیں اس بات کا علم بخوبی ہو جاتا ہے کہ شب زفاف اگر بیوی حالت حیض میں ہو تو شوہر جماع کے علاوہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

آیئے خاص اس بارے میں ہم حضور ﷺ کی وصیت ملاحظہ کرتے ہیں چنانچہ آپ ﷺ فرماتے ہیں: "نکاح (جماع) کے علاوہ سب کچھ کرو" اور دوسری روایت میں ہے: "نکاح (جماع) چھوڑ کر سب چیزیں کرو"۔[65]

یہاں "نکاح" سے مراد جماع ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "جب ہم (یعنی حضور ﷺ کی ازواج مطہرات) میں سے کوئی حالت حیض میں ہوتی اور آپ اس کے ساتھ مباشرت (چمٹنے) کا ارادہ فرماتے تو اس کو کپڑا پہننے کا حکم دیتے اور مباشرت فرماتے (یعنی چمٹتے)"۔[66]

---

[64] یہ حدیث صحیح ہے، طحاوی نے "شرح معنی الآثار" (41/3) میں، حاکم نے (279/2)، بیہقی نے "سنن الکبریٰ" (195/7) میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اس کی تخریج فرمائی ہے، جیسا کہ امام سیوطی کی "در منثور" (162/1) میں ہے۔

[65] دونوں حدیثوں کی تخریج: حدیث صحیح، مسلم (302)، ابو داود (258)، احمد (132،246/2)، ترمذی (2977)، نسائی (152/1)، ابن ماجہ (644)، دارمی (245)، ابن حبان (1362)، بغوی "شرح السنہ" (314)، بیہقی "سنن کبری" (313/1)

[66] حدیث صحیح، بخاری (302)، مسلم (293)، ابو داود (270)، ترمذی (132)، نسائی (151/1)، ابن ماجہ (635)، عبد الرازق (1237)، دارمی (244)، بغوی (317)

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جماع کے علاوہ سب کچھ کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہے، اور یہ اسلام کی جانب سے مسلمانوں کے لیے ایک بہت بڑی آسانی ہے، کیونکہ یہودی تو حائضہ عورت کے ساتھ نہ رہتے تھے، نہ کھاتے پیتے تھے اور نہ ان سے معاملات کرتے تھے، گویا کہ وہ ایک گناہ گار اور بدکار عورت ہے۔

لیکن جب نور اسلام آیا تو اس نے مسلمانوں (بلکہ تمام لوگوں) پر آسانی کی، چنانچہ تمام بھلائیاں اور آسانیاں اسلام پر عمل کرنے اور اس کے احکام کی بجاآوری میں ہی ہیں۔

(21) اکیسویں وصیت: بیوی کے علاوہ (دوسروں سے) ستر کی حفاظت کرے

مسلم شوہر کو چاہیے کہ وہ بیوی اور باندی کے علاوہ تمام لوگوں سے اپنے ستر کی حفاظت کرے۔

اس میں کوئی عیب و تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ کے رسول، ہم اپنے ستر کو کتنا ظاہر کریں اور کتنا چھائیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اپنی بیوی اور باندی کے علاوہ سب سے اپنے ستر کی حفاظت کرو" وہ فرماتے ہیں اس کے بعد میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اگر لوگ ایک ساتھ ہوں تو کیا کریں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اگر تم اس پر قادر ہو کہ اس کی حفاظت کرو تو تم ضرور ایسا کرو" وہ بیان کرتے ہیں اس کے بعد میں نے عرض کیا: اگر ہم میں سے کوئی تنہا ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے حیا کی جائے"۔[67]

اور ستر کی حفاظت کا مطلب ہے اس کو دوسروں کے سامنے ظاہر نہ کرنا، کیونکہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی گئی تو ان کا ستر بھی چھپا ہوا تھا، اور آدم حوا علیہما السلام کا بھی یہ حصہ ایک دوسرے سے چھپا ہوا تھا، پھر وہ جنت میں داخل ہوئے لیکن انہیں اس کا علم نہیں تھا، یہاں تک کہ جب انہوں نے درخت سے کھایا تو ان کا ستر کھل گیا چناچہ انہیں اس کو چھپانے کا حکم دیا گیا۔

[67] حدیث صحیح، ابوداود (4017)، ترمذی (2794)، ابن ماجہ (1920)، احمد (43/5)، حاکم (180/4)، بیہقی "سنن کبری" (119/1)، (225/2)، ابونعیم "حلیہ" (121/7)، طبرانی "المعجم الکبیر" (413/19)

اور حدیث شریف میں "حفاظت" کا استعمال کیا گیا نہ کہ "چھپانے" کا تاکہ اس بات کی طرف اشارہ ہو جائے کہ اللہ اور اس کی مخلوق میں سے جس سے حیا ضروری ہے اس سے ستر کو چھپانا بھی ضروری ہے، جیسا کہ اللہ نے اپنے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا:

" وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ(29) إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ (30)"[68]

ترجمہ: اور (کامیاب ہیں) وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں اور ہاتھوں کی کمائی (لونڈیوں) سے کہ ان پر کوئی ملامت نہیں ہے۔

کیونکہ ستر کا کھلا رکھنا بے حیائی اور زنا کا داعی ہے۔

اس میں اس بات کی دلیل بھی ہے کہ مرد کا عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے، اور بعض لوگوں نے اس سے یہ بھی اخذ کیا ہے کہ مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ عورت کو اپنے آپ سے لطف اندوز ہونے دے۔

حدیث شریف میں آیا ہے "اگر تم اس پر قادر ہو کہ اس کی حفاظت کرو تو تم ضرور ایسا کرو" اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے ستر کی حفاظت کرو، اور اگر کھولنے کی ضرورت پڑے تو بقدر حاجت جائز ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے "اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے حیا کی جائے" اس کا مطلب ہے کہ لوگوں سے زیادہ اللہ سے حیا ضروری ہے لہٰذا تنہائی میں بھی ستر نہ کھولا جائے اگرچہ اس اللہ سے کچھ پوشیدہ نہیں ہے وہ ظاہر و باطن سب دیکھتا وجانتا ہے، لیکن ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ ستر کو چھپایا جائے۔

امام علائی اور ان کے علاوہ کچھ علمائے کرام فرماتے ہیں: اس میں مقام مراقبہ کی طرف اشارہ ہے؛ کیونکہ انسان جب لوگوں سے حیا کی وجہ سے ان کے سامنے اپنا ستر ظاہر کرنے سے بچتا ہے تو اللہ جو ہر وقت اس کے تمام احوال پر مطلع ہے وہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے حیا کی جائے، اور مقام مراقبہ کے بہت سے داعی و مقتضی ہیں ان میں سب سے بڑا داعی حیا ہے۔[69]

حکیم ترمذی فرماتے ہیں: "جس شخص نے تنہائی میں ستر کھولا اور حیا نہیں کی تو وہ ایسا بندہ ہے جس کا دل اپنے رب اللہ سے غافل ہے، وہ اس بات کو یقیناً نہیں جانتا کہ اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

اسی لیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب بیت الخلا میں داخل ہوتے تو اللہ سے حیا کی وجہ سے سر پر کپڑا ڈال لیتے تھے، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تاریکی واندھیرے میں غسل فرماتے تھے تاکہ وہ خود بھی اپنے ستر کو نہ دیکھ سکیں۔

---

[68] سورۃ المعارج، آیت: 29،30

[69] امام مناوی کی "فیض القدیر" (195،196/1)

(22) بائیسویں وصیت: ایک رات میں دوبارہ جماع کرنے سے پہلے وضو کرلے

مسلم شوہر جب دوبارہ جماع کاارادہ کرے تو وضو کرلے، کیونکہ اس سے نشاط و قوت دوبارہ پیدا ہو جاتی ہے۔

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "جب تم سے کوئی بیوی سے جماع کرلے پھر دوبارہ کرنے کاارادہ کرے تواس کو وضو کرلینا چاہیے"

اور ایک دوسری روایت میں ہے: "کیونکہ وضوسے دوبارہ نشاط قوت پیدا ہو جاتی ہے" [70]

یعنی ایک ہی رات میں دوبارہ جماع کرنے سے پہلے نماز کی طرح مکمل وضو کرلے۔

کیونکہ وضوسے دوبارہ،ہمبستری کرنے کے لیے قوت وطاقت اور نشاط وچستی آجائے گی،اور وضو کرنے سے اعضاء وضوسے ناپاکی بھی دور ہو جائے گی،اور وہ دونوں پاکیوں میں سے ایک پر رات بھی گزارے گا کیونکہ بعید نہیں ہے کہ حالت نیند ہی میں وہ مر جائے،اسی سے یہ بھی مستنبط ہوتاہے کہ عورت کے لیے بھی وضو کرنا مستحب ہےاور وضوسے پہلے دوبارہ،ہمبستری کرنامکروہ ہے۔

---

[70] حدیث صحیح، مسلم (308)،ابوداود (320)، ترمذی (141)،ابن ماجہ (517) بیہقی "سنن کبری" (203/1)، (192/7)

(23) تئیسویں وصیت: جماع کے بعد جو جنبی سونا چاہے اس کے لیے وضو کی وصیت

جب مسلم شوہر و بیوی جماع کے بعد حالت جنب ہی میں سونے کا ارادہ کریں تو ان کے لیے مستحب ہے کہ وہ وضو کر لیں، چنانچہ حدیث پاک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان فرماتی ہیں: "جب حضور ﷺ جنبی حالت میں سونے یا کھانے کا ارادہ فرماتے، تو اپنی شرمگاہ کو دھوتے اور نماز کی طرح وضو کر لیتے تھے"۔[71]

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا ہم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: "ہاں اگر وضو کر لے تو"۔[72]

اور ایک دوسری روایت میں ہے: "وضو کر اور اپنی شرمگاہ کو دھو اور پھر سو جا"۔[73]

اور ایک دوسری روایت میں ہے: "ہاں، اور اگر وہ چاہے تو وضو کر لے"۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے: "ہاں، اس کو چاہیے کہ وضو کرے پھر سو جائے، پھر جب چاہے غسل کرے"۔

اور جب حضور ﷺ حالت جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو کرتے تھے یا تیمّم۔[74]

اور کبھی کبھی آپ ﷺ فوراً غسل فرما لیتے تھے، اور فرماتے: "اس میں زیادہ صفائی و طہارت اور پاکیزگی ہے"۔[75]

---

[71] حدیث صحیح، بخاری (392)، مسلم (305)، ابو داود (224)، نسائی (138/1)، ابن ماجہ (591)، احمد (192/6)، منصف عبدالرزاق (1085)

[72] حدیث صحیح، مسلم (306)، ابو عوانہ (277/1)، ترمذی (120)، ابن ماجہ (585)، احمد (17/1، 35)، (17/2، 102)، بیہقی "سنن کبری" (200/1)

[73] حدیث صحیح، مؤطا مام مالک (47)، بخاری (76/1، 70)، مسلم (306)، ابو داود (221)، واحمد (64/2)

[74] اس کی تخریج گزر چکی ہے۔

جب زوجین بناوضو کے حالت جنابت میں سو جاتے ہیں تو فرشتے ان کے قریب نہیں آتے ہیں جیسا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "فرشتے تین لوگوں کے قریب نہیں آتے ہیں: کافر کی نعش، خلوق خشبو استعمال کرنے والے اور جنبی شخص کے مگر جبکہ وہ غسل کرلے"۔[76]

(24) چوبیسویں وصیت: اسرار جماع دوسروں سے نہ بتائے

اسلام نے جن چیزوں سے منع فرمایا ہے انہیں میں سے ایک یہ ہے کہ زوجین میں سے کوئی جماع اور ہمبستری کی باتوں کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کرے، کیونکہ ایسا کرنا ان امور قبیحہ سے ہے جو ایک پرہیزگار مومن کے شایانِ شان نہیں ہے۔

جو مرد جماع اور ہمبستری کی باتیں کسی سے بیان کرتا ہے تو درحقیقت وہ ایک شیطان ہے اسی طرح وہ عورت جو اپنی ہمبستری کی باتیں کسی سے بیان کرتی ہے وہ بھی ایک شیطان عورت ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں: "قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے برا شخص وہ ہوگا جو اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے (یعنی جماع کرتا ہے) اور وہ اس کے پاس جاتی ہے پھر ان میں سے کوئی اپنے ساتھی کے راز (کسی سے) بیان کرتا ہے"۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے: "قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بڑی امانت (میں خیانت) یہ ہے کہ مرد و عورت ایک دوسرے سے جماع کریں پھر اس (جماع) کی پوشیدہ باتوں کو دوسروں سے بیان کریں"۔

تو اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ زوجین کا ہمبستری کی پوشیدہ اور مخفی باتوں کو کسی سے بیان کرنا ناجائز و حرام ہے، اور یہ اسلام کے عظیم وبلند و بالا آداب واخلاق کی ایک صورت و جھلک ہے۔

---

[75] حدیث حسن، ابوداود (219)، احمد (6،8)، طحاوی "معانی الآثار" (129/1)، وبیہقی "سنن کبری" (204/1)

[76] حدیث صحیح، ابوداود (4180)، بخاری "تاریخ کبیر" (74/5)، بیہقی "سنن کبری" (36/5)

(25) پچیسویں وصیت: جمعہ کے روز جماع کرنا افضل ہے

شب زفاف زوجین کے لیے حضور ﷺ کی وصیتوں میں سے ایک وصیت یہ ہے کہ وہ دونوں جمعہ کے روز جماع کرنا نہ بھولیں۔

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ ثُمَّ بَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ، وَدَنَا مِنَ الإِمَامِ وَأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا ".[77]

" جس نے جمعہ کے روز غسل کیا اور کرایا، پھر اول وقت میں ہی مسجد گیا اور شروع سے ہی خطبہ میں رہا، پیدل چل کر مسجد گیا، اور امام کے قریب بیٹھ کر خاموشی کے ساتھ خطبہ سنا، کوئی لغو بات نہ کی، تو اس کو ہر قدم پر ایک سال صیام و قیام کے برابر ثواب ملے گا"۔

بعض علماء فرماتے ہیں: " غسّل" کا معنی یہ ہے کہ وہ نماز جمعہ سے پہلے بیوی کے ساتھ جماع کرے تاکہ وہ نفس پر قابو رکھے اور اپنی نگاہ کی حفاظت کرے، حضرت وکیع بن جراح سے بھی یہی معنی مروی ہے۔

حضرت خزیمہ فرماتے ہیں: حدیث پاک میں جو " غسّل واغتسل " آیا ہے اس کا معنی یہ ہے، کہ شوہر نے بیوی سے جماع کیا اور اس کے اوپر غسل واجب کیا، اور " ابتکر" کا معنی ہے خطبہ میں شروع ہی سے موجود رہنا، چنانچہ ملاحظہ ہو کہ جمعہ کا دن کتنا ہی افضل ہے۔

---

[77] حدیث صحیح ہے، ابو داود (345)، احمد (104/4)، نسائی (97/3) وابن ماجہ (1087)

(26) چھبیسویں وصیت: زوجین کا ایک ساتھ غسل کرنا جائز ہے

شب زفاف زوجین کے لیے حضور ﷺ کی وصیتوں میں سے ایک وصیت دونوں کا ایک ساتھ غسل کے جواز کا بیان ہے، اگرچہ ان کی نظر ایک دوسرے کی شرمگاہ پر پڑے۔

چنانچہ حضرت عائشہ سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں: " میں اور حضور ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے، ہمارے ہاتھ برتن میں آپس میں ٹکراتے تھے، اور آپ ﷺ پانی لینے میں جلدی فرماتے تو میں کہتی تھی: میرے لیے بھی چھوڑ دو، میرے لیے بھی چھوڑ دو"، فرماتی ہیں: اور وہ دونوں جنبی ہوں۔[78]

ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں" اور ہم دونوں جنبی ہوتے تھے "

" جنبی " عربی زبان کا لفظ ہے،" جنابت " سے ماخوذ ہے، جسکا معنی ہے" دور رہنا یا بچنا" اور عربی میں " جنبی " اس شخص کو کہتے ہیں جس پر جماع یا منی نکلنے کی وجہ سے غسل فرض ہو گیا ہو۔

داوٗدی نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ میاں بیوی کا ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے۔

[78] حدیث صحیح، بخاری (250،261)، مسلم (321)، احمد (37،210/6)، ابوداوٗد (77)، نسائی (128،201/1)، ومصنف عبدالرزاق (1028،1031)

(27) ستائیسویں وصیت : حالت حیض میں جماع نہ کرنے کی وصیت

جس عورت نے حالت حیض میں شوہر کو جماع کرنے دیا تو اس نے ایک امر قبیح کا ارتکاب کیا اور شوہر نے بھی حدود شرع کو پامال کیا۔

ذرا غور کرو کہ حالت حیض میں جماع کرنا کس قدر قبیح ہے!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں : اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا : "جس نے بیوی کے ساتھ حالت حیض یا اس کی دبر میں جماع کیا، یا کاہن کے پاس گیا تو گویا اس نے محمد ﷺ پر نازل کردہ حکم کا انکار کیا" [79]

بیوی چاہے حالت حیض میں ہو یا نہ ہو بہر صورت دبر میں جماع کرنا حرام ہے۔

کاہن وہ شخص ہے جو مستقبل کی خبریں بتائے اور اسرار و رموز کی معرفت کا دعویٰ کرے، عرب میں بھی بہت سے کاہن تھے۔

---

[79] حدیث صحیح، احمد (476/2، 408)، ابوداود (3898)، ترمذی (135)، نسائی "عشرۃ النساء" (131)، ابن ماجہ (639)، ابن ابی شیبہ (252/4)، ابن جارود "منتقی" (107)، دارمی (259/1)، طحاوی "معانی الغانی" (44/3)، بیہقی "سنن کبری والعقیلی" (318/1)

(28) اٹھائیسویں وصیت: جو حالت حیض میں جماع کرلے اسے کفارہ دینے کی وصیت

میری مسلم بہنوں!

بہت سی حکمتوں واسرار اور فائدوں کے لیے شریعت اسلامی نے شوہر کو بیوی کے ساتھ حالت حیض میں جماع کرنے سے منع فرمایا ہے، کاش لوگ انہیں جان پاتے۔

لیکن اگر کوئی شخص حالت حیض میں اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرلے تو اسے اپنے اس گناہ کی تلافی کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

ایسے شخص کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "وہ ایک یا آدھا دینار صدقہ کرے"۔[80]

اسی حدیث کی وجہ سے متعدد علماء کرام نے کفارہ کے وجوب کا قول کیا ہے، انہیں میں سے یہ حضرات ہیں: قتادہ، اوزاعی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، عطاء اور شافعی اپنے قول قدیم میں، لیکن ان کا قول جدید یہ ہے کہ اس شخص پر کچھ واجب نہیں ہے۔

اور خطابی نے کہا: اس میں انکار نہیں کیا جا سکتا ہے اس پر کفارہ ہے، کیونکہ یہ بھی وطئ حرام ہے جیسا کہ رمضان (کے روزے) میں، لیکن اکثر علماء کرام یہ کہتے ہیں کہ اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے، اور اسے چاہیئے کہ وہ استغفار کرے، انہوں یہ گمان کیا ہے کہ یہ حدیث مرسل یا ابن عباس پر موقوف ہے اور اس کا متصل و مرفوع ہونا صحیح نہیں ہے، سبھی لوگ بریٔ الذمہ ہیں مگر یہ کہ ان پر کسی دلیل سے کچھ واجب ہو جائے۔

---

80 حدیث صحیح، احمد (1/230، 237، 272، 286، 312، 325)، ابوداود (261)، ترمذی (137)، نسائی (1/188)، ابن ماجہ (640)، ابن جارود "المنتقی" (108)، حاکم (1/171)، سنن دار قطنی (3/287) و سنن بیہقی (1/314)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: اگر کثرت خون (حیض کے بیچ) میں جماع کرے تو ایک دینار اور اگر آخر میں کرے تو آدھا دینار صدقہ کرے۔

اور حضرت قتادہ نے فرمایا: ایک دینار جب حالت حیض میں جماع کرے اور آدھا دینار جب غسل سے پہلے کرے۔

اور حضرت احمد بن حنبل فرماتے تھے: حیثیت و وسعت کے حساب سے اسے ایک اور نصف دینار کے درمیان اختیار ہے۔[81]

میں کہتا ہوں: یہ حدیث صحیح ہے، حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے، ذہبی، ابن قطان، ابن دقیق العید، ابن ترکمانی، ابن قیم اور ابن حجر عسقلانی نے اس کو ثابت رکھا ہے اور امام احمد نے اس کو حسن کہا ہے۔[82]

اور جنہوں نے یہ کہا کہ وہ استغفار کرے اور اس پر کچھ واجب نہیں ہے، وہ یہ لوگ ہیں: سعید بن مسیب، سعید بن جبیر، ابرہیم نخعی، قاسم، شعبی، ابن سیرین، ابن مبارک اور امام شافعی قول جدید میں۔[83]

میری مسلمان بہنوں!

گزشتہ سطور میں آپ کو معلوم ہوا کہ جس نے حالت حیض میں اپنی بیوی کے ساتھ جماع کیا تو اس پر کفارہ لازم ہے، اور وہ توبہ و استغفار اور ایک دینار صدقہ کرنا ہے، ابن قیم کہتے ہیں: اس باب کی احادیث حائضہ عورت سے جماع کرنے والے پر کفارہ کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔[84]

---

[81] معالم السنن (72/1)

[82] إرواء الغليل (218/1)

[83] عبدالرزاق (1267)، (1268)، (1269) (1271)، و سنن دارمی (253,252/1)، سنن بیہقی (319/1)

[84] عون المعبود (308/1)

حائضہ سے جماع کے منع کرنے کے اسرار و حکمتیں

میری مسلمان بہنوں!

اللہ رب العزت کے ہر حکم میں بہت سے اسرار و حکمتیں و فوائد و ثمرات پوشیدہ ہوتے جنہیں صرف اللہ ہی جانتا ہے، اور اس میں کوئی حیرت و تعجب کی بات نہیں ہے، کیونکہ جس اللہ نے شریعت بنائی ہے وہ حکیم و خبیر اور علیم وقدیر ہے، چنانچہ اللہ پاک کلام مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (222)[85]

ترجمہ: وہ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ فرما دیجئے وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں، اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہو لیں، پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا، بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔

چنانچہ حالت حیض میں دور رہنے کی علت یہ بتائی کہ حیض کا خون گندی (یا ناپسندیدہ و تکلیف دہ) ہے۔

اس آیت میں علت لفظ "أذى" آیا ہے جسے لغت میں: ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو ناپسند ہو۔

اور حضرت قتادہ کہتے ہیں: اس کا معنی: گندگی ہے۔

---

[85] سورۂ بقرہ، 222

اے مسلمان بہن !

کیا حیض کا خون بدبودار نہیں ہوتا؟ ضرور ہوتا ہے، چنانچہ وہ گندگی اور تکلیف دہ ہے۔

کیا حیض کا خون عورت کو مؤثر نہیں کرتا ہے؟ ضرور کرتا ہے اسی لیے وہ اذیت دہ ہے۔

حیض کے خون کی بدبو سے خود عورت اور اس سے قریب ہونے والے کو اذیت ہوتی ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ طب اس بارے میں کیا کہتی ہے۔

حیض کے خون کے ساتھ اینڈومیٹریم (endometrium) جھڑ جھڑ کر اس کے ساتھ باہر آجاتا ہے، چنانچہ خوردبین کے ذریعہ حیض کے خون کی جانچ سے پتہ چلا کہ اس خون کے اندر اس کے ٹکڑے ہوتے ہیں۔

اسی وجہ سے رحم سوجھ جاتا ہے اور زخمی بھی جاتا ہے یا یہ کہیے کہ وہ اس جگہ کی طرح ہو جاتا ہے جس کی کھال اتار دی گئی ہو، چنانچہ اس کے اندر بیکٹریا وجراثیم، سے لڑنے کی طاقت کم ہو جاتی ہے، جو کبھی اسے بے کار بھی دیتے ہیں، اس طرح سے رحم ان بیکٹریا وجراثیم کے پرورش اور کی زیادتی کے لیے ایک مناسب اور بہتر جگہ بن جاتا ہے، کیونکہ خون جیسا کہ معلوم ہے ان کے لیے سب سے بہتر جگہ ہے۔

اسی وجہ سے حالت حیض میں وطی کرنے سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ اس سے یہ بیکٹریا وجراثیم داخل ہو جائیں گے یا یہ کہیے کہ کمزور رحم کے اندر چلے جائیں گے، اور اس میں ان جراثیم کا سامنا کرنے کی طاقت نہیں ہوگی، نیز حالت حیض میں جراثیم کُش کی پیداوار کم ہو جاتی ہے۔

مزید برآں، انفیکشن بچہ دانی کی ٹیوبوں تک پہنچ سکتا ہے اور انہیں بند کر سکتا ہے، یا انڈاشی سے انڈے دانی تک انڈے لے جانے والی ان کی نسوں پر برا اثر کر سکتا ہے، اور فیلوپین ٹیوب کی بندش سے بانجھ یا ایکٹوپک حمل ہونے کا خطرہ ہے، اور پھر اس سے نالی پھٹ سکتی ہے اور اندرونی خون بہہ سکتا ہے جو موت کا سبب بن سکتا ہے، اور یہ انفیکشن پیشاب کی نالی تک بھی پہنچ سکتا ہے اور پورے آلات اور بچہ دانی کو بھی متاثر کر سکتا ہے۔

لہٰذا عورت کے لیے حیض میں جماع اذی (تکلیف دہ) ہے جیسا کہ قرآن پاک نے واضح کیا ہے اور جدید طب سے ظاہر کیا گیا ہے۔

مزید حالت حیض میں عورت کبھی سر درد اور خون کی کمی کا شکار ہو جاتی ہے جیسا کہ کبھی وہ نفسیاتی وشعوری پریشانیاں و مصائیب وآلام سے دوچار ہوتی ہے، اس وجہ سے اس میں سستی آجاتی اور خون کا پریشر کم ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے لامحالہ اس کی جنسی خواہشات کم ہو جاتی ہے، چنانچہ ایسی حالت میں عورت کے ساتھ جماع کرنا اس کے لیے تکلیف واذیت کا باعث ہے کیونکہ اس میں اس کی نفسیاتی وجنسیاتی حالات کی رعایت نہیں ہو گی۔

اسی طرح سے حالت حیض میں جماع کرنے سے مرد کو بھی اس سے نقصان ہوگا، کیونکہ یہ اس کے اندر جراثیم کے زیادتی پیشاب کی نالی میں انفیکشن اور اسٹافیلو کوک Staphylococcus کی نشو ونما کا باعث بن سکتا ہے۔ [86]

لہٰذا ان سب اور ان کے علاوہ اسباب و حکمتوں کی وجہ سے اسلام نے حیض کے دوران جماع کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(29) انتیسویں وصیت: شب زفاف کی صبح لوگوں کو سلام کرے اور ان کے لیے دعا کرے

شب زفاف کی صبح شوہر کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی وصیتوں میں سے ایک وصیت یہ ہے کہ وہ مہمانوں کا استقبال کرے، ان کو سلام کرے اور ان کے لیے دعائے برکت کرے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: " حضرت زینب کی شادی پر آپ ﷺ نے ولیمہ کیا تو آپنے مسلمانوں کو پیٹ بھر روٹی اور گوشت کھلایا، پھر اس کے بعد شادی پر اپنے معمول کی طرح امہات المؤمنین کے گھر تشریف لے گئے اور ان کو سلام کیا، انہوں نے بھی آپ کو سلام کیا اور آپکے لیے دعائے برکت کی"۔ [87]

لہٰذا شوہر کو چاہیے کہ وہ گھر کے آنگن یا استقبال کی جگہ بیٹھے اور آنے والے مہمانوں کا استقبال و خیر مقدم کرے اور انہیں اچھے کھانے اور عمدہ پھل پیش کرے، پس ملاحظہ فرمائیں کہ حضور ﷺ کی کتنی عظیم اور بلند و بالا وصیتیں ہیں جو لوگوں کے درمیان الفت و محبت پیدا کرتی ہیں۔

---

[86] ماخوذ از بحث پروفیسر محمد شرقاوی: (المحیض بین إشارات القرآن والطب)

[87] حدیث صحیح، طبقات الکبریٰ لابن سعد (8/107)

(30) تیسویں وصیت: شب زفاف کی صبح ولیمہ کرنے کی وصیت

شب زفاف کی صبح شوہر کے لیے یہ مستحب ہے کہ وہ رشتے داروں اور عزیزوں واقارب کی دعوت ولیمہ کرے، شب زفاف میں زوجین کے لیے حضور ﷺ کی وصیتوں میں اس کا بھی ذکر ہے چنانچہ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کے ذریعے"۔ [88]

ایک دوسری روایت میں: "اللہ تم پر برکت نازل فرمائے، ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری سے"۔ [89]

اس وصیت سے ہمیں ولیمہ کا حکم معلوم ہوتا ہے، اور حدیث کا ظاہر تو اس کے وجوب پر دلالت کر رہا ہے، لیکن اکثر علماء کا موقف یہ ہے کہ یہ سنت مستحبہ ہے، اور حدیث شریف میں بکری کا ذکر اس کے لیے ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو، لہٰذا یہ لازمی اور ضروری نہیں کہ بکری سے ہی ولیمہ ہو، چنانچہ حضرت صفیہ بنت شیبہ سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں: حضور ﷺ نے اپنی کچھ بیویوں کا ولیمہ دو مد جو سے کیا"۔ [90]

علامہ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ولیمہ واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے، اور انسان کے لیے مستحب ہے کہ جب اللہ اسے کسی نعمت سے نوازے تو وہ بطور شکر اس کا ذکر اور چرچا کرے، اسی کے مثل عقیقہ، ختنہ اور کسی غائب کے واپس آنے کے وقت کی دعوت ہیں، یہ سب اللہ کی عطا کردہ نعمت پر شکر ادا کرنے کے لیے سنن مستحبہ ہیں۔

---

[88] حدیث صحیح، بخاری (13/1)، (39/5)، مسلم (1447)، مؤطا مالک (545)، احمد (165،190،205/3)، ابوداود (2109)، ترمذی (1094)، (1933)، نسائی (120/6)، ابن ماجہ (1907)، دارمی (143/2)، بیہقی "سنن کبری" (148/7)

[89] یہ حدیث صحیح ہے، بخاری (102/8)، (27/7)، مسلم (1427)، ترمذی (1094)، ابن ماجہ (1907)، سنن سعید بن منصور (611)

[90] حدیث صحیح، بخاری (5172)

(31) اکتیسویں وصیت : غلط اور ناجائز چیزوں پر مشتمل ولیموں (اور دعوتوں) میں شریک نہ ہو

ایک مسلمان شخص کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ ایسی دعوت ولیمہ سے واپس آ جائے جس میں غلط اور خلاف شریعت امور پائے جاتے ہوں۔

چنانچہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے : میں نے کھانا بنایا اور حضور ﷺ کو دعوت پر بلایا ،آپ تشریف لائے اور گھر میں کچھ تصویریں دیکھیں تو واپس ہو گئے، بیان کرتے ہیں، تو میں نے عرض کی : اے اللہ کے رسول ! آپ کس وجہ سے واپس چلے آئے ؟ آپ ﷺ کی نے ارشاد فرمایا : " اس گھر میں ایک پردہ تھا جس میں کچھ تصویریں تھیں، اور فرشتے ایسے گھروں میں داخل نہیں ہوتے جن میں تصویریں ہوتی ہیں"۔

اختتامی وصیت: ولیموں اور دعوتوں میں شرکت کرنے والوں کے لیے کیا مستحب ہے

ولیموں اور دعوتوں میں شرکت کرنے والوں کے لیے مستحب یہ ہے کہ کھانے کے بعد صاحب ولیمہ ودعوت کے لیے دعا کریں، اس موقع پر اللہ کے رسول ﷺ کی کچھ وصیتیں مندرجہ ذیل ہیں:

" اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ "[91]

اے اللہ انکی مغفرت فرمااور ان پر رحم فرما، اور جو توان کو (اولاد) عطافرمائے اس میں ان کے لیے برکت فرما۔

" أَكَلَ طَعَامَكُمُ الأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلاَئكَةُ وَأَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائمُونَ"۔[92]

تمہارا کھانا نیک اور صالح لوگ تناول فرمائیں، فرشتے تمہارے لیے دعائے مغفرت کریں، اور روزے دار تمہارے پاس افطار کریں۔

" اللَّهُمَّ بارِك فيهما وبارِك لَهُما في بِنائِهما" [93]

اے اللہ توان میں برکت دے اور انہیں ان کی سہاگرات میں برکت دے۔

چنانچہ آج کے دور میں شب زفاف کے متعلق حضور ﷺ کی وصیتوں کی طرف رجوع کرنے کی ہمیں بہت ہی اشد ضرورت ہے، اللہ سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کی مسرت وشادمانی اور شادی میں برکت فرمائے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔

---

[91] حدیث صحیح، احمد (187/4) ومسلم (2042)

[92] ۲-یہ حدیث صحیح ہے، احمد (6/2) ومسلم (1626)

[93] حدیث حسن، ابن سعد نے "طبقات الکبریٰ" (13/8) میں اور ابن سنی نے "عمل الیوم" (601) میں اس کی تخریج فرمائی ہے۔